عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ لولاک ملتان

اگست 2004ء

جمادی الثانی ۱۴۲۵ھ

سیرت طیبہ خاتم النبیینؐ

سیدنا صدیق اکبرؓ کی حیات کا ایک پہلو

محترم شوکت عزیز کی ناکافی وضاحت

شیخ الحدیث حضرت مولانا نذیر احمدؒ

حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ.... چند یادیں.... چند ملاقاتیں

اب کہاں دنیا میں ایسی ہستیاں

اسلام مذہب میں اعتدال

www.khatm-e-nubuwwat.com

شمارہ نمبر 6 ...... جلد نمبر 39/8

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ نمبر 6 ☆ جلد 8 / 39

بانی: مجاہد ختم نبوۃ حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: خواجۂ خواجگان حضرت مولانا خان محمد دامت برکاتہم

پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی مدظلہ

بیاد

- امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری
- مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی
- مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھری
- مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر
- فاتح قادیان مولانا محمد حیات
- حضرت مولانا محمد یوسف بنوری
- شیخ الحدیث مولانا مفتی احمد الرحمن
- شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ
- حضرت مولانا عبدالرحمن میانوی
- حضرت مولانا محمد شریف جالندھری
- حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی
- حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوری

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب

چیف ایڈیٹر: صاحبزادہ طارق محمود صاحب

ایڈیٹر: حضرت مولانا مفتی جمیل خان صاحب

مدیر مسئول: رانا محمد طفیل جاوید

منیجر: قاری محمد حفیظ اللہ صاحب

مجلس منتظمہ

- علامہ احمد میاں حمادی
- مولانا صاحبزادہ عزیز احمد
- مولانا بشیر احمد
- حافظ محمد یوسف عثمانی
- مولانا محمد اکرم طوفانی
- چوہدری محمد اقبال
- مولانا خدا بخش شجاع آبادی
- مولانا مفتی حفیظ الرحمن
- مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
- مولانا عبدالعزیز
- مولانا محمد نذر عثمانی
- مولانا محمد علی
- مولانا غلام حسین
- مولانا قاضی احسان احمد
- مولانا محمد اسحاق ساقی
- مولانا محمد قاسم رحمانی
- مولانا غلام مصطفی
- مولانا محمد طیب فاروقی
- مولانا فقیر اللہ اختر
- مولانا عزیز الرحمن ثانی

رابطہ

دفتر مرکزیہ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

حضوری باغ روڈ ملتان

فون ۵۱۴۱۲۲

فیکس ۵۴۲۲۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمتہ الیوم!

محترم جناب شوکت عزیز کی ناکافی وضاحت	صاحبزادہ طارق محمود	3

مقالات ومضامین

آفتاب رسالت ﷺ	محمد عرفان الحق	7
حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ	مولانا محمد احمد	14
اب کہاں دنیا میں ایسی ہستیاں	مولانا تاج محمودؒ	17
اسلام مذہب میں اعتدال رواداری یا انتہا پسندی	مولانا اکرام اللہ جان	25
حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ	مولانا اللہ وسایا	29
شیخ الحدیث حضرت مولانا نذیر احمدؒ	مولانا اللہ وسایا	36

ردقادیانیت

مرزا طاہر کا عبرتناک انجام	محمد متین خالد	38

متفرقات

جماعتی سرگرمیاں!	ادارہ	41
حضرت مولانا محمد اجمل خانؒ	مولانا مجاہد الحسینی	52
تبصرہ کتب	ادارہ	55

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم!

محترم شوکت عزیز کی ناکافی وضاحت!

متحدہ مجلس عمل کے مرکزی رہنما میاں احسان باری نے مستقبل کے وزیر اعظم شوکت عزیز کی جانب سے عقیدہ ختم نبوت کے حوالے سے ان کے وضاحتی بیان کو مسترد کرتے ہوئے انکشاف کیا ہے کہ ان کا پورا خاندان قادیانی مذہب سے وابستہ ہے۔ انہوں نے ایک پریس کانفرنس کے ذریعہ اعلان کیا ہے کہ وہ سپریم کورٹ میں ثابت کریں گے کہ شوکت عزیز کے والد پکے قادیانی تھے اور وہ خود بھی قادیانی ہیں۔ ان کی تردید نے ان کے اندر چھپی ہوئی قادیانیت کو اور واضح کر دیا ہے۔ ملتان کے ایک کثیر الاشاعت اخبار میں میاں احسان باری کا بیان شائع ہوا ہے۔ ہم ان کا یہ بیان من وعن بطور حوالہ پیش کر رہے ہیں:

شوکت عزیز کے والد احمدی تھے سپریم کورٹ میں ثابت کروں گا: احسان باری

نامزد وزیر اعظم کے والد ملک عبدالعزیز کے احمدی ہونے میں کوئی شک نہیں...... شوکت عزیز نے بھی قادیانی ہونے سے انکار کیا...... احمدی ہونے سے نہیں...... ان کا پورا خاندان احمدی ہے...... شوکت عزیز بتائیں وہ کس عالم دین کے سامنے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئے...... شوکت عزیز نے ختم نبوت پر یقین ظاہر کیا...... ایمان نہیں...... ملک عبدالعزیز تحریک ختم نبوت کے دوران دفتر نہ آتے...... ان کا ریڈیو سٹاف سے جھگڑا بھی ہوا...... احمدی ہونے کے باعث 1974ء میں جبری ریٹائر ہوئے...... پریس کانفرنس:

چشتیاں (نمائندہ خصوصی + کرائم رپورٹر) قومی اسمبلی کا ممبر منتخب ہونے سے قبل ہی نامزد وزیر اعظم شوکت عزیز کے اپنے قادیانی نہ ہونے کے اعلان کو متحدہ مجلس عمل کے مرکزی رہنما ڈاکٹر میاں احسان باری نے مکمل طور پر مسترد کر دیا ہے۔ واضح رہے کہ انہوں نے شوکت عزیز کے خلاف الیکشن میں حصہ لینے کا اعلان کر رکھا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ شوکت عزیز کا یہ کہنا کہ وہ ختم نبوت پر یقین رکھتے ہیں۔ ان کے اندر چھپی ہوئی قادیانیت کا واضح ثبوت ہے۔ مرزائی ٹولہ کے افراد اپنے نام نہاد نبی غلام احمد قادیانی کی ختم نبوت پر یقین رکھتے ہیں۔ باقی رہا ان کے والد عبدالعزیز کے احمدی ہونے کا مسئلہ تو یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ بقول شوکت عزیز کہ وہ ریڈیو پاکستان کے انجینئر کے طور پر 1974ء میں ریٹائرڈ ہوئے تھے۔ ڈاکٹر باری نے کہا کہ نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلباء پر 29 مئی

1974ء کو قادیانیوں کے چناب نگر (سابقہ ربوہ) کے اسٹیشن پر حملہ کے بعد میری پریس کانفرنس کے نتیجہ میں جو تحریک ختم نبوت پورے ملک میں چلی اور اس کے بعد 7 ستمبر 1974ء کو قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا۔ اسی تحریک کے دوران ملک عبدالعزیز کا ریڈیو پاکستان کے مسلمان سٹاف سے بحث ومباحثہ کے بعد جھگڑا ہوا تھا اور نوبت ہاتھا پائی تک پہنچ گئی تھی۔ جس کے نتیجہ میں وہ جب تک تحریک ختم نبوت چلتی رہی وہ دفتر آنے سے گریزاں رہے۔ تاکہ مسلمانوں کے اشتعال کا نشانہ نہ بن جائیں۔ بعدازاں حالات کی سنگینی کے پیش نظر انہیں 1974ء میں ہی اسی سال جبری رخصت دے کر ریٹائرڈ کر دیا گیا تھا۔ جس کے اس دور کے اخبارات بھی گواہ ہیں۔ ان کے والد کے قادیانی ہونے پر تو کسی کو بھی ذرہ برابر شک نہیں تو شوکت عزیز بعدازاں کس عالم یا مدرسہ میں موجود افراد کے سامنے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئے۔ یہ واقعہ منظر عام پر آج تک نہ آسکا ہے اور شوکت عزیز کا یہ کہنا کہ وہ کسی عالم دین سے مذہبی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ میاں باری نے آخر میں واضح اعلان کیا کہ ان کے مسلمان ہونے کے دعویٰ کو الیکشن کے دوران سپریم کورٹ میں چیلنج کریں گے اور ان کا پاکستان پر قبضہ کرنے کا خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہ ہوگا۔'' (روزنامہ نیا دور ملتان مورخہ 3 جولائی 2004ء)

متحدہ مجلس عمل کے رہنما میاں احسان باری کا حالیہ بیان پوری قوم بالخصوص دینی' مذہبی اور سیاسی حلقوں کے لئے لمحہ فکریہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ شوکت عزیز صاحب کے بارے میں ایک مدت سے مشہور ہے کہ وہ قادیانی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ عقیدہ ختم نبوت سے متعلق ان کی وضاحت اور قادیانیت کے حوالے سے ان کی تردید صاحبان علم اور احتساب قادیانیت کے محاذ پر کام کرنے والے حضرات کے نزدیک قطعی اطمینان بخش نہیں۔ بلکہ اس وضاحت کے بعد ان کی مذہبی حیثیت اور زیادہ مشکوک ہوگئی ہے۔ قادیانی عقیدہ ختم نبوت کو بظاہر تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن خاتم النبیین کی اصطلاح ان کے نزدیک مرزا غلام احمد قادیانی کے لئے مخصوص ہے۔ محترم شوکت عزیز صاحب نے عقیدہ ختم نبوت پر تو مکمل یقین کا اظہار کیا ہے لیکن انہوں نے متنازعہ فیہ مرزا غلام احمد قادیانی کی ذات کے حوالے سے ایک لفظ بھی کہنا گوارا نہیں سمجھا۔ یہی وجہ ہے کہ تکنیکی اعتبار سے ان کی وضاحت بے معنی ہوکر رہ گئی ہے۔ جب تک موصوف مرزا غلام احمد قادیانی کی ذات کے حوالے سے ان کے کفر' دجل اور کذب کا اعلان نہیں کرتے۔ ان کے بارے میں پائے جانے والے شکوک وشبہات کو مزید تقویت ملے گی۔ محترم شوکت عزیز ایک پڑھے لکھے' باشعور اور قانون کو سمجھنے والے ٹیکنوکریٹ ہیں۔ وہ یقیناً جانتے ہوں گے کہ یہ مسئلہ کس قدر حساس اور غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔ 1974ء میں پارلیمنٹ کی سطح پر قادیانیوں کو ایک آئینی ترمیم کے ذریعہ غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ ہائی کورٹس' سپریم کورٹ اور وفاقی شرعی عدالت تک سبھی عدالتوں نے اس فیصلہ پر مہر تصدیق ثبت کی ہے۔ وفاقی شرعی عدالت نے مرزا غلام احمد قادیانی کو کافر' کاذب' جھوٹا اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دے کر قادیانی گروہ کو امت مسلمہ سے الگ قوم قرار دیا تھا۔ عدلیہ کے تمام فیصلے یقیناً جناب شوکت عزیز کے علم میں ہوں گے۔ اب جبکہ موصوف سو فیصد متوقع آئندہ کے وزیراعظم ہیں۔ اپنے خاندانی پس منظر کے تناظر میں شوکت عزیز کی مرزائیت کے

حوالے سے تردید اور عقیدہ ختم نبوت پر پختہ یقین کے اعلان کو کیونکر تسلی بخش قرار دیا جاسکتا ہے؟۔ جب تک محترم شوکت عزیز مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کو ماننے والے گروہ کے بارے میں قطعی طور پر ان کے کفر' کذب اور دائرہ اسلام سے خارج ہونے کی مکمل وضاحت نہیں کرتے۔ ان کی ذات پر قادیانیت کا چسپاں لیبل نہیں اتر سکتا اور نہ ہی مذہبی' دینی اور سیاسی حلقوں میں ان کی مذہبی حیثیت واضح ہوسکتی ہے۔ ان کا یہ کہنا کہ میں قادیانی نہیں...... ایک ڈپلومیٹک اور بے معنی سا جملہ ہے۔ چونکہ وہ قادیان (بھارت) کے رہنے والے نہیں۔ اس لحاظ سے ان کا طرح مصرہ ایک خوبصورت مذاق کی حیثیت رکھتا ہے۔ قادیانی سے مراد قادیانی مذہب اور بانی جماعت مرزا غلام احمد قادیانی کی تعلیمات' معجزات اور الہامات کو ماننا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی جھوٹا مدعی نبوت تھا۔ اس کے دعویٰ نبوت' دعویٰ وحی والہامات اور معجزات کے بعد اسے مجدد' مہدی' مسیح موعود' ظلی و بروزی ماننا بھی کفر ہے۔ پارلیمنٹ سے لے کر ایوان عدل تک مرزا غلام احمد قادیانی کی حیثیت بالکل واضح ہے۔ محترم شوکت عزیز صاحب جب تک ان تمام فیصلوں کو نہیں مانتے اور دل کی گہرائیوں سے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی ذریت کے کفر کا اعلان کر کے عقیدہ ختم نبوت کو تسلیم نہیں کرتے۔ ان کی وضاحت کو کسی قیمت پر قبول نہیں کیا جاسکتا۔

ہم متحدہ مجلس عمل کے رہنما میاں احسان باری صاحب کے مشکور ہیں کہ انہوں نے اس نازک موقع پر قوم اور سیاسی رہنماؤں کو جناب شوکت عزیز کے خاندانی پس منظر اور ان کی مخصوص مذہبی حیثیت کو چیلنج کرنے پر ان کی جرات اور غیرت دینی کا مظاہرہ کرنے پر انہیں تحسین صد آفرین پیش کرتے ہیں۔ ہم ان سے درخواست کرتے ہیں کہ محترم شوکت عزیز کے حوالے سے اگر ان کے پاس ان کے قادیانی ہونے کے ٹھوس ثبوت ہیں تو وہ یہ تمام حقائق منظر عام پر لائیں اور سپریم کورٹ میں اس معاملہ کو پیش کر کے قوم اور ملک دونوں پر احسان فرمائیں۔

محترم شوکت عزیز کی حالیہ تردید اور وضاحت اس موقع پر آئی ہے جب وزارت عظمیٰ کا ہما ان کے سر پر بیٹھنے کے لئے انہی کے اوپر منڈلاتا پھرتا ہے۔ ان کی وزارت عظمیٰ کے انتساب اور حلقہ انتخاب کے لئے پوری حکومتی مشینری سرگرم عمل ہے۔ یہ سوال اپنی جگہ اہمیت رکھتا ہے کہ انہوں نے اس موقع پر ہی کیوں عقیدہ ختم نبوت سے وابستگی کا اعلان کیا؟۔ الزام تو مدت سے موجود تھا اور انہیں کبھی اس کی وضاحت کرنے کی توفیق نہ ہوئی۔ سیاسی حلقوں میں بہت پہلے چہ مگوئیاں ہورہی تھیں کہ شوکت عزیز کو پاکستان کا وزیر اعظم بنایا جارہا ہے۔ اب ذرا سیاسی پس منظر کے حقائق کا جائزہ لیں تو محسوس ہوتا ہے کہ ق لیگ ولادت اور بلوغت تک تمام سیاسی عمل کے نشیب و فراز کا حقیقی مقصد کیا تھا؟۔ حکومتی جماعت کے کسی ایک فرد کو یہ کلمہ حق کہنے کی توفیق نہیں ہوئی کہ سردار ظفر اللہ خان جمالی جیسے بے ضرر اور درویش صفت وزیر اعظم کو کس غلطی یا گناہ کی پاداش پر نکال باہر کیا گیا؟۔ چوہدری شجاعت حسین ابن چوہدری ظہور الٰہی کا ضمیر بھی اس موقع پر جاگ نہ سکا کہ آخر جمالی صاحب کو کس جرم میں اس طرح ان کے منصب سے علیحدہ کیا گیا؟۔ چوہدری صاحب اپنی خاندانی روایات اور چوہدری ظہور الٰہی کی غیرت دینی کو پس پشت ڈال کر اس منصب پر شوکت عزیز جیسی مشکوک شخصیت کو قبول کررہے ہیں۔ اگر جمالی صاحب کو ایک خاص مقصد اور ایک

خاص مدت کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے تو چوہدری شجاعت صاحب کو بھی جان لینا چاہئے کہ یہی تاریخ ان کے ساتھ بھی دہرائی جاسکتی ہے۔

اس میں شک نہیں کہ پارلیمنٹ کو مکمل طور پر بالادستی حاصل نہیں اور نہ ہی سیاسی جمہوری عمل اپنے حقیقی تقاضوں کے تحت آزادی وخودمختاری سے ہمکنار ہے۔جس ملک میں معین قریشی جیسا وزیراعظم مسلط ہوسکتا ہے جس کے پاس نہ پاکستان کی شہریت تھی اور نہ ہی پاکستانی ازار بند۔وہاں شوکت عزیز جیسے ٹیکنوکریٹ کو کیونکر وزیراعظم نہیں بنایا جاسکتا؟۔محترم شوکت عزیز صاحب کو جس اہتمام اور سج دھج کے ساتھ وزیراعظم بنایا جارہا ہے۔یہ بلاشبہ وطن عزیز کی سیاسی تاریخ کا المناک باب ہوگا۔ق لیگ کی سیاسی اہمیت کا اندازہ اہل وطن اس بات سے بخوبی لگا سکتے ہیں کہ پوری ق لیگ میں وزارت عظمٰی کے منصب کا کوئی اہل نہیں۔کیا یہ ان کی نااہلی کا ثبوت نہیں؟۔جس شخص کے پاس پاکستان کی شہریت نہیں' پورے ملک میں اس کا کوئی حلقہ انتخاب نہیں' عوامی سطح پر انہیں کوئی پذیرائی حاصل نہیں' ملک اور قوم کے لئے ان کی کوئی سی قابل ذکر خدمات نہیں' یہ روایت ملک وقوم کے لئے اور جمہوری سیاسی ڈھانچے کو اکھاڑ پھینکنے کی خوفناک سازش ہے۔بھارت جسے ہم اب تک ازلی ابدی دشمن قرار دیتے رہے ہیں۔بھارت کے حوالے سے بہترین خدمات سرانجام دینے والے ایٹمی سائنس دان عبدالکلام کو ملک کا صدر بنا کر ایک مثال قائم کی۔ لیکن ہماری بدقسمتی کہ ہم نے اپنے محسن ڈاکٹر عبدالقدیر خان کے ساتھ ایسا ناروا سلوک برتا کہ اب شاید کوئی ماں وطن عزیز کے لئے ایسا سائنس دان تیار کرنے کی حماقت نہیں کرے گی۔

متوقع وزیراعظم شوکت عزیز کی ذات• کے حوالے سے ان کی صلاحیتوں کے گن گائے جارہے ہیں۔ انہیں مالیات اور اقتصادیات کا ماہر قرار دیا جارہا ہے اور قوم کو یہ نوید سنائی جارہی ہے کہ ان کی بدولت پاکستان اقتصادی طور پر نہ صرف مستحکم ہوگا بلکہ ملک کا معاشی' اقتصادی ڈھانچہ ازسرنومنظم کیا جائے گا۔سابق وزیراعظم معین قریشی کے بارے میں بھی اس نوع کی امیدیں وابستہ کی گئی تھیں کہ ان کی ذات سے پاکستان کو بہت فوائد حاصل ہوں گے۔معین قریشی ورلڈ بینک میں ''پنجابی گروپ'' سے تعلق رکھتے ہیں۔ماضی میں اس کے بارے میں تفصیلات منظر عام پر آچکی ہیں۔یہ دراصل قادیانی گروپ تھا۔اب بھی ورلڈ بینک میں اسی گروپ کا اثرورسوخ نمایاں بیان کیا جاتا ہے۔شوکت عزیز صاحب پر قادیانی ہونے کی چھاپ سے محسوس ہوتا ہے کہ ان کا تعلق بھی اسی گروپ سے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ معین قریشی کے بعد شوکت عزیز کو پاکستان کی اقتصادیات پر مسلط کیا جارہا ہے۔

ہمیں کسی کو قادیانی بنانے کا قطعی شوق نہیں۔محترم شوکت عزیز صاحب کی قادیانیت سے تردید اور عقیدہ ختم نبوت پر یقین کے بعد ان کی ذات کے حوالے سے شکوک وشبہات مزید بڑھ رہے ہیں۔خدا کرے وہ صحیح العقیدہ مسلمان ہوں۔بہتر ہوگا کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کی خانہ ساز نبوت اور اس کی ذریت کے بارے میں بھی کھل کر وضاحت فرمادیں۔ورنہ دینی سیاسی حلقوں میں ان کے بارے میں بے چینی اور تشویش کا قائم رہنا اور پھیلنا ایک فطری امر ہے۔

محمد عرفان الحق حقانی

آفتاب رسالت آقائے دوجہاں حضور نبی کریم ﷺ

مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کو دیکھتے ہوئے رؤساء قریش نے ایک دفعہ عتبہ بن ربیعہ کو سفیر بنا کر آپ ﷺ کی خدمت میں بھیجا کہ کسی طرح آفتاب رسالت ﷺ کو اس کام سے روکا جائے۔ عتبہ نے کہا کہ اے میرے بھائی کے بیٹے تمہارا ان باتوں سے کیا مقصد ہے۔ اگر تم مال و دولت کے خواہاں ہو تو ہم سب تمہارے لئے اتنا مال جمع کر دیں گے کہ بڑے سے بڑا امیر بھی تمہاری ہمسری نہ کر سکے گا اور اگر تم شادی کرنا چاہتے ہو تو جس عورت اور جتنی عورتوں سے چاہو تو ہم شادی کروا دیں گے اور اگر عزت و سرداری مطلوب ہے تو ہم سب آپ کو سردار بنالیں اور اگر حکومت و ریاست چاہتے ہو تو ہم تم کو اپنا بادشاہ بنالیں۔ رسول خدا ﷺ نے قریش کی تمام پیشکشوں کو ٹھکراتے ہوئے فرمایا کہ میں تو اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں تا کہ تمہیں حقانیت کی راہ بتلاؤں اور اس کے بعد حم السجدہ کی آیتیں پڑھ کر سنائیں۔ آپ ﷺ کی دعوت کسی خاص قوم اور ملک کے لئے نہ تھی۔ بلکہ تمام نوع انسانی کے لئے تھی اور ہے۔ قرآن مجید میں بھی اس کے متعلق آیا ہے کہ:

"قل یاایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعا ، الذی له ملك السموات والارض لااله الاهو یحی ویمیت ، فآمنو بالله ورسوله النبی الامی الذی یومن بالله وکلمته واتبعوه لعلکم تهتدون ۔ "ترجمہ:...... "اے پیغمبر کہو اے افراد نسل انسانی میں تم سب کی طرف خدا کا بھیجا ہوا آیا ہوں۔ وہ خدا کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اس کے لئے ہے کوئی معبود نہیں مگر اسی کی ایک ذات وہی زندہ کرتا ہے وہی مارتا ہے۔ پس اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے نبی ﷺ پر جو کہ اللہ اور اس کے کلمات (یعنی اس کی تمام کتابوں) پر ایمان رکھتا ہے۔ اس کی پیروی کرو تا کہ کامیابی کی راہ تم پر کھل جائے۔"

اس آیت مبارکہ سے اسلام کی پوری حقیقت واضح ہو جاتی ہے جس کی دعوت آپ ﷺ نے دی۔

حق و صداقت کا یہ پیغام جب آپ ﷺ نے پہنچانا شروع کیا تو قریش کی آتش عداوت ایک دم بھڑک اٹھی اور ہر سمت جور و ستم کا آغاز ہو گیا۔ حالانکہ دعوت کا جو خلاصہ تھا اس میں کون سی چیز ایسی شامل ہے جس پر بگڑ نا یا جوش میں آجانا کسی مدعی شرافت کے لئے کسی بھی اعتبار سے زیبا ہوتا۔ بہر حال تمام لوگ آپ ﷺ کی جان کے دشمن بن گئے اور چند لوگوں کے سوا کسی نے بھی آپ ﷺ کی آواز پر لبیک نہ کہا۔

حضور ﷺ کا سفر طائف

اہل مکہ کی شدید مخالفت کے پیش نظر آپ ﷺ نے طائف کا قصد فرمایا۔ وہاں بڑے بڑے امراء اور

ارباب اثر ورسوخ رہتے تھے۔ خیال تھا کہ اگر وہ راہ راست پر آ جائیں تو دعوت حق کے لئے بہتر صورتیں پیدا ہو جائیں گی۔ یہاں پر عمیر کا خاندان رئیس القبائل تھا جس کے امراء تین بھائی، عبد یالیل، مسعود اور حبیب تھے۔ آپ ﷺ ان کے پاس گئے اور اسلام کی دعوت دی۔ لیکن بدبختوں نے نہایت تلخ اور ناخوشگوار جواب دیئے۔ ان بدبختوں نے اسی پر اکتفاء نہ کیا بلکہ طائف کے بازاریوں کو ابھار دیا کہ آپ ﷺ کی ہنسی اڑائیں۔ شہر کے اوباش آپ ﷺ پر ہر طرف سے ٹوٹ پڑے۔ آپ ﷺ جس طرف تشریف لے جاتے یہ لوگ دو رویہ صفیں بنا کر آپ ﷺ پر پتھر پھینکتے۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ لہو میں تربتر ہو جاتے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کی جوتیاں مبارک خون سے بھر گئیں۔ آپ ﷺ سراپا رحمت تھے۔ آپ ﷺ نے ان کو کوئی بد دعا دینے کی بجائے ہدایت کی دعا فرمائی کہ:

”اللھم اھدی قومی فانھم لا یعلمون۔“ ترجمہ:...... ”یعنی اے اللہ! میری قوم کو راہ راست پر لا۔ کیونکہ وہ جانتے نہیں۔“

واہ کیا حلم ہے اپنا تو جگر ٹکڑے ہو
لیک ایذا ستم گر کے روادار نہیں

قریش کی مخالفت اور ایذا رسانیاں

قریش آپ ﷺ کی ہر موقع پر زبردست مخالفت کرتے رہے اور چاہا کہ آپ ﷺ کو اس قدر ستائیں کہ آپ ﷺ مجبور ہو کر تبلیغ اسلام سے دستبردار ہو جائیں۔ یہ لوگ اس مقصد کی خاطر آپ ﷺ کی راہ میں کانٹے بچھاتے۔ نماز پڑھتے وقت ہنسی اڑاتے۔ سجدے میں آپ ﷺ کی گردن مبارک پر اوجھڑی لا کر ڈالتے۔ گلے میں چادر لپیٹ کر اس زور سے کھینچتے کہ گردن مبارک میں بدھیاں پڑ جاتیں۔ جب مکہ میں آپ ﷺ کی دعوت کا ظہور ہوا تو قدرتی طور پر دو گروہ پیدا ہو گئے۔ ایک ان لوگوں کا جنہوں نے آپ ﷺ کی دعوت قبول کی اور ایک آپ ﷺ کے مخالفین کا۔ آپ ﷺ پر ایمان لانے والے اصحاب کو بھی قریش نے اپنے ظلم وستم کا نشانہ بنایا۔ ان کو دوپہر کے وقت تپتی دھوپ میں لٹا دیا جاتا اور سینہ پر ایک بھاری پتھر رکھ دیا جاتا کہ جنبش نہ کر سکیں۔ انگاروں پر لٹایا جاتا۔ درختوں پر لٹکایا جاتا۔ پیروں میں رسیاں باندھ کر گھسیٹا جاتا اور اس طرح کے ہزارہا مظالم کئے جاتے جن کی فہرست بہت طویل ہے۔ اس وقت جبکہ دعوت حق کے مقابلے میں ہر طرف تلوار کی جھنکاریں سنائی دے رہی تھیں۔

ہجرت مدینہ منورہ

اللہ جل مجدہ نے مسلمانوں کو دارالامان مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ لیکن خود آپ ﷺ حکم خداوندی کے منتظر رہے اور ان ستمگروں کے مظالم کا حقیقی ہدف بنتے رہے۔ جب نبوت کا تیرھواں برس شروع ہوا، اکثر صحابہ ہجرت کر کے مدینہ پہنچ چکے تھے تو وحی الٰہی کے ذریعے آپ ﷺ نے بھی مدینہ کا عزم کیا۔

منصوبہ قتل

قریش نے دیکھا کہ اب مسلمان مدینہ منورہ جا کر طاقت پکڑتے جارہے ہیں اور وہاں پر اسلام پھیلتا جارہا ہے۔ اس بناء پر انہوں نے دارالندوہ میں جو کہ دارالشوریٰ تھا اجلاس عام کیا کہ اس صورت حال کے تدارک کے لئے کیا کیا جائے۔ کفار مکہ نے مختلف قسم کی رائیں پیش کیں۔ کسی نے کہا کہ آپ ﷺ کے ہاتھ پاؤں میں زنجیریں ڈال کر مکان میں بند کر دیا جائے۔ کسی نے کہا جلاوطن کیا جائے۔ ابو جہل نے کہا کہ ہر قبیلے سے ایک شخص کا انتخاب کیا جائے اور یہ سب مل کر ایک مجمع بنا کر آپ ﷺ پر تلواروں سے حملہ کر کے ختم کر دیں۔ اس صورت میں آپ ﷺ کا خون تمام قبائل میں بٹ جائے گا اور آل ہاشم اکیلے تمام قبائل کا مقابلہ نہ کر سکیں گے۔ اسی اخیر رائے پر اتفاق ہوا اور سب نے آ کر حضور نبی کریم ﷺ کے گھر کا محاصرہ کیا اور باہر انتظار کرتے رہے کہ آپ ﷺ گھر سے باہر نکلیں اور یہ لوگ آپ ﷺ کو تلواروں کے زدوکوب سے قتل کر دیں۔ قرآن نے اس واقعہ کا ذکر اس طرح محفوظ کر دیا:

’’وان یمکربک الذین کفروا لیثبتوک اویقتلوک اویخرجوک ویمکرون ویمکروالله ۰ والله خیر الماکرین ۰ ‘‘ترجمہ:...... ’’اور جب فریب کرتے تھے کافر کہ تجھ کو قید کر دیں یا مار ڈالیں یا نکال دیں اور وہ بھی داؤ کرتے تھے اور اللہ بھی داؤ کرتا تھا۔ ادھر اللہ تعالیٰ نے ان کے توڑ میں بہترین اور لطیف تدبیر چلائی۔ آفتاب رسالت ﷺ کو وحی کے ذریعہ بتلا دیا گیا۔ آپ ﷺ باہر نکلے۔ چاروں طرف کفار تلواریں سونتے کھڑے تھے۔ آپ ﷺ نے مٹی کی ایک مٹھی بھر لی اور شاھت الوجوہ تین دفعہ پڑھ کر ان کی طرف پھینک دی کہ یہ چہرے منحوس و ناکام رہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

’’وجعلنا من بین ایدیھم سداً ومن خلفھم سدا فاغشینھم فھم لا یبصرون ۰ ‘‘

ترجمہ:...... ’’اور بنائی ہم نے ان کے آگے دیوار اور پیچھے دیوار پھر اوپر سے ڈھانک دیا سو ان کو کچھ نہیں سوجھتا۔‘‘

الغرض یہ سب کافر اندھے ہو گئے کہ کسی کی نظر بھی آپ ﷺ پر نہ پڑی۔ آفتاب رسالت ﷺ باہر تشریف لے آئے۔ کعبہ کو دیکھا اور فرمایا کہ: ’’مکہ تو مجھ کو تمام دنیا سے زیادہ عزیز ہے لیکن تیرے فرزند مجھ کو رہنے نہیں دیتے۔ پھر ابوبکر صدیقؓ کو ساتھ لے کر مدینۃ النبی ﷺ کا رخ کیا۔ جس کا نام یثرب تھا۔ کچھ فاصلہ طے کر کے دونوں صاحب جبل ثور میں پوشیدہ ہوئے اور یہاں پر تین دن تک قیام کیا۔ ادھر کفار مکہ اپنے منصوبہ کے مطابق گھر سے باہر آپ ﷺ کے نکلنے کے منتظر تھے۔ جب وقت زیادہ گزرا تو یہ لوگ گھر کے اندر گھس گئے۔ دیکھا کہ بستر پر آپ ﷺ موجود نہیں اور حضرت علیؓ ہیں۔ سب کفار مکہ آپ ﷺ کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ بعض لوگ آپ ﷺ کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے جبل ثور تک پہنچ گئے۔ آہٹ پا کر ابوبکر صدیقؓ انتہائی غمزدہ ہوئے اور آپ ﷺ سے کہا کہ اب دشمن بہت قریب آ گیا ہے۔ اگر انہیں اپنے قدموں پر نظر پڑ جائے تو ہم دیکھے جائیں گے۔ آپ ﷺ نے ابوبکر صدیقؓ کو تسلی دی اور فرمایا:

’’لاتحزن ان الله معنا ۰ ‘‘ترجمہ:......’’گھبراؤ نہیں۔اللہ ہمارے ساتھ ہیں۔‘‘
اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے ایسے اسباب پیدا کئے کہ دشمن جو کہ غار کے دھانے تک آ پہنچا تھا‘ کو یقین ہو گیا کہ آپ ﷺ یہاں پر نہ ہوں گے۔لہٰذا واپس چلے گئے۔قرآن کریم نے بھی واقعہ ہجرت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ:
’’الا تنصروه فقد نصره الله اذ اخرجه الذين كفروا ثانى الثنين اذهمافى الغار اذيقول لصاحبه لاتحزن ان الله معنا فانزل الله سكينته عليه وايده بجنودلم تروها وجعل كلمة الذين كفرو السفلى وكلمة الله هى العليا والله عزيزحكيم ۰ ‘‘ترجمہ:......’’اگر تم نہ مدد کرو گے رسول کی تو اس کی مدد کی اللہ نے جس وقت اس کو نکالا تھا کافروں نے کہ وہ دوسرا تھا دو میں کہ جب وہ دونوں تھے۔غار میں جب وہ کہہ رہا تھا اپنے رفیق سے تو غم نہ کر بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔پھر اللہ نے اتاری اس پر تسکین اور اس کی مدد کے لئے وہ فوجیں بھیجیں کہ تم نے نہیں دیکھیں اور نیچے ڈالی بات کافروں کی اور اللہ کی بات ہمیشہ اوپر ہے اور اللہ زبردست حکمت والا ہے۔‘‘
آفتاب رسالت ﷺ غار ثور سے نکل کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔مدینہ میں اسلام کی صداقت کا پیغام پہنچ چکا تھا۔اکثر لوگ ایمان لا چکے تھے۔

مکہ کے چاند کا طلوع

جب آپ ﷺ مدینہ منورہ کے قریب پہنچ گئے تو راستے میں جانثاران اسلام آپ ﷺ کے استقبال کے لئے دورویہ صفیں بنا کر کھڑے تھے۔جوش کا یہ عالم تھا کہ پردہ نشین خواتین چھتوں پر نکل آئیں اور یہ اشعار پڑھنے لگیں:

طلع البدر علينا
من ثنيات الوداع

وجب الشكر علينا
ما دعى لله داع

ايها المبعوث فينا
جئت بالامر المطاع

ترجمہ:......’’چاند نکل آیا۔کوہ وداع کی گھاٹیوں سے ہم پر خدا کا شکر واجب ہے۔جب تک دعا مانگنے والے دعا مانگے اے کہ اللہ نے تمہیں ہمارے لئے بھیجا تو ایسے احکام لایا جن کی اطاعت فرض ہے۔
جب آپ ﷺ مدینہ پہنچے تو آپ ﷺ سے پہلے بھی صحابہ کی بہت سی جماعتیں یہاں پر بے سروسامانی کی حالت میں ہجرت کی تھی۔یہاں کے مقامی مسلمان باشندوں نے (انصار) اپنے مہاجر بھائیوں کی ہر ممکن مدد کی۔ان لوگوں میں اسلام کی دعوت نے محبت والفت اور سازگاری کی وہ روح پھونک دی کہ وہ لوگ جو کہ اسلام سے قبل کینہ

وانتقام کے مجسمے تھے اب ان کا ہر فرد دوسرے کی خاطر سب کچھ قربان کردینے کے لئے مستعد ہوگیا۔

''واذکروا نعمة الله علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمته اخوانا وکنتم علیٰ شفا حفرة من النار ۰ فانقذکم منها ۰ ''ترجمہ:......''اور خدا کی اس مہربانی کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے۔تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہوگئے۔اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پہنچ چکے تھے۔تو خدا نے تم کو اس سے بچالیا۔''

اس طرح سے ہر مسلمان قرآن کریم کی آیت کریمہ:''ویؤثرون علیٰ انفسهم ولوکان بهم خصاصة ۰ ''ترجمہ:......''اور مقدم رکھتے ہیں ان کو اپنی جان سے اگر چہ وہ خود بھوکے ہوں۔'' کا روئے زمین پر چلتا پھرتا نمونہ بن گیا۔انصار اور مہاجروں کے مابین بھائی چارے (مواخات) کا رشتہ قائم ہوا۔یہاں پر آ کر آپ ﷺ نے دوبارہ حق کی دعوت دینا شروع کی۔یہاں پر دوسری قوموں سے تعلق رکھنے والے لوگ بھی تھے۔ان سب کو آپ ﷺ نے اسلام کی دعوت دی۔

نئے مخالفین

یہاں پر بھی ہزاروں لوگ آپ ﷺ کے دشمن بنے۔آپ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کو اذیتیں دی گئیں۔مدینہ منورہ میں آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم آیا کہ مسلمان اپنے اور اپنے دین کی حفاظت کے لئے کافروں کا مقابلہ کریں اور اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد کا ان کو یقین دلایا۔

''اذن للذین یقاتلون بانهم ظلموا ۰ وان الله علیٰ نصرهم لقدیر ۰ ''ترجمہ:......''حکم ہوا ان لوگوں کو (ظالموں کے مقابلہ میں تلوار اٹھائیں) جن سے کافر لڑتے ہیں۔اس واسطے کہ ان پر ظلم ہوا اور اللہ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے۔''

غلبہ حق کے لئے معرکہ آرائیاں

چنانچہ یہاں آفتاب رسالت ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے اپنے دفاع اور حق کے پرچار کی خاطر غیر مسلموں کے ساتھ جنگیں کیں جو کہ تاریخ میں بدر،احد،حنین،احزاب اور تبوک وغیرہ کے ناموں سے یاد کی جاتی ہیں۔قلت تعداد واسباب کے باوجود اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اور آپ ﷺ کے اصحاب کرامؓ کو نصرت وفتح سے نوازا۔

''کم من فئة قلیلة غلبة فئته کثیره باذن الله ۰ ''ترجمہ:......''بارہا تھوڑی جماعت غالب ہوئی ہے بڑی جماعت پر اللہ کے حکم سے۔''

ہزاروں جانثاروں نے حق وصداقت کے پرچم بلند کرنے کی خاطر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا اور آج یہ دنیا والے لا الہ الا اللہ کا بول اپنی زبانوں پر لا رہے ہیں۔یہ سب آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب کرامؓ کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔آپ ﷺ کو لوگوں کو ہدایت کی طرف لانے سے عشق تھا۔قرآن کہتا ہے کہ:

ترجمہ:…… ’’فلعلك باخع نفسك علیٰ آثارھم ان لم یومنوا بھذا الحدیث اسفا۰ ‘‘
’’پھر شاید تو ان کے پیچھے افسوس سے اپنی جان کو ہلاک کر دے گا۔ اگر یہ لوگ اس بات پر ایمان نہ لائے۔‘‘
آپ ﷺ نے زندگی کی آخری سانس تک بھٹکی ہوئی انسانیت کو راہ حق دکھانے کا کام کیا۔

اسوہ حسنہ

آپ ﷺ کی سیرت جامع تھی۔ آپ ﷺ کی سیرت پر نظر ڈالی جائے تو وہ ہر حیثیت سے مکمل نظر آتی ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت کا ہر پہلو روز روشن کی طرح واضح اور عیاں ہے۔ آپ ﷺ کے سیرت پر لکھنے والا ہر محرر حیران ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی سیرت کے کس پہلو پر لکھا جائے۔ یہ وہ موضوع ہے جہاں جنید و شبلی اور عطار و جامی کی سانسیں رک جاتی ہیں اور جہاں امام رازی اور امام غزالی جیسے بزرگان امت بھی محو حیرت ہو جاتے ہیں۔ آپ ﷺ ایسے جامع سیرت انسان تھے کہ آپ ﷺ کی سیرت پر لکھنے کا حق ادا کرنا کسی بھی انسان کے بس کی بات نہیں۔

دفتر تمام گشت و بپایار سید عمر
ما ہمچنا در اول وصف تو ماندہ ایم

سیرت نبوی ﷺ کے جس حصہ پر روشنی ڈالی جائے وہ ہر اعتبار سے مکمل ہے اور ان تمام صفات و کمالات کا لب لباب یہ ہے کہ صفات قدسیہ سے متصف نبی برحق ایک کامل اور مکمل انسان تھے۔ ہمارے عقیدے کے مطابق اللہ تعالیٰ نے کسی چھوٹے سے چھوٹے خطے کو بھی اپنے کسی نہ کسی پیغمبر کی بعثت سے محروم نہ رکھا۔ انبیاء و مرسلین کی صحیح تعداد تو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی معلوم نہیں۔ لیکن مشہور یہی ہے کہ ظہور محمدی سے قبل سوا لاکھ سے زیادہ پیغمبران دنیا کے گوشے گوشے میں مبعوث ہوئے ہیں۔

محمد رسول اللہ ﷺ سلطان الانبیاء

ہم رسول اللہ ﷺ کو محض جوش عقیدت میں سلطان الانبیاء نہیں کہتے بلکہ یہ حقیقت ہے ناقابل تردید واقعہ ہے کہ کسی بھی نبی کے سچے جانبازوں اور رفیقوں کی تعداد مخصوص تعداد سے زیادہ نہ ہو سکی۔ انتہا یہ ہے کہ بعض نبیوں کے اہل خانہ بھی ان پر ایمان نہ لائے۔ یہ فخر صرف احمد مجتبیٰ ﷺ کو حاصل ہے کہ آپ ﷺ کی حیات میں بے شمار خوش نصیب ہستیوں نے آقائے دو جہاں ﷺ کے قدموں پر اپنی جانیں نچھاور کیں۔ آپ ﷺ کے آخری خطبہ حجۃ الوداع کے وقت بھی لاکھوں پروانے جانثاروی کے لئے تیار تھے اور آج چودہ سو سال گزرنے کے بعد بھی دنیا کے گوشے گوشے میں ایک ارب سے زیادہ انسان محبوب خدا ﷺ کی غلامی پر ناز کرتے ہیں۔ رنگ و نسل و معاشرت کے جدا جدا ہونے کے باوجود ذات رسول اللہ ﷺ کی محبت پر متحد ہیں اور ہر مسلمان چاہے کسی مسلک سے تعلق رکھتا ہو ناموس رسالت ﷺ پر کٹ مر جانے کو اپنا ذریعہ نجات سمجھتا ہے۔

تحریف سے محفوظ کتاب

دنیا میں کسی بھی پیغمبر کی کتاب تحریف سے محفوظ نہ رہی۔ تورات' زبور' انجیل اور سب صحائف میں تحریف ہوا۔ یہ فخر صرف مسلمانوں کو حاصل ہے کہ چودہ صدیاں گزرنے کے بعد بھی آفتاب رسالت حضرت محمد ﷺ پر نازل ہونے والی مقدس کتاب قرآن مجید اور شریعت مقدسہ بعینہ اس صورت میں جس صورت میں نازل ہوئے موجود ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا ذمہ لے رکھا ہے۔

''انا نحن نزلنا الذکر وانالہ لحافظون · ''ترجمہ:...... ''ہم نے آپ ﷺ پر اتاری ہے یہ نصیحت اور ہم اس کے نگہبان ہیں۔''

چونکہ قرآن کریم کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے لیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے ایک لفظ ایک حرف اور ایک نقطے میں بھی کوئی تبدیلی نہ ہو سکی۔ مذاہب عالم کی تاریخ میں ہمارے نبی ﷺ کی دعوت کسی اساطیری و افسانوی ہستی کی ناکام دعوت نہیں ہے۔ بلکہ ایک ایسے کامل ترین انسان کی دعوت ہے جس کی زندگی کا چھوٹے سے چھوٹا اور معمولی سے معمولی واقعہ بھی تاریخ کے سینے میں محفوظ ہے۔ یہ فخر صرف مسلمانوں کو حاصل ہے کہ ان کے ہادی برحق ﷺ کا پیغام حق مافوق الفطرت پیغام نہیں جس پر عمل کرنا دشوار ہو۔ بلکہ یہ ایک تاریخ ساز شخصیت کا پیغام ہے جو کہ انسانیت کا بہترین نمونہ ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے کہ:

''لقد کان لکم فی رسول اسوۃ حسنۃ · ''ترجمہ:...... ''آپ ﷺ کی زندگی تمام انسانوں کے لئے اسوہ حسنہ ہے۔''

ہمارے نبی ﷺ کی تعلیم اور سیرت ہر زمانے کے لئے قابل عمل اور قابل مثال ثابت ہوئی ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی تعلیم و تبلیغ کے ذریعے سے مختلف عناصر کو اس طرح یکجا کیا کہ ایک بنیان مرصوص بن گئی۔ آپ ﷺ نے مسلمانوں کے مابین اتحاد و تنظیم کا رشتہ منسلک فرمایا۔ مادیت کے اس موجودہ دور میں بھی دنیا کو اسلام کا چیلنج ہے کہ تم ہمارے نبی ﷺ کو منصب نبوت سے قطع نظر ایک امین کی حیثیت سے' ایک عابد اور زاہد کی حیثیت سے' ایک آقا کی حیثیت سے' ایک دوست کی حیثیت سے' ایک کریم اور مخیر کی حیثیت سے' ایک سماجی مصلح کی حیثیت سے' ایک پیکر مساوات کی حیثیت سے' ایک خطیب و مقرر کی حیثیت سے' ایک حکمران کی حیثیت سے' ایک قانون ساز کی حیثیت سے' ایک اقتصادی مفکر کی حیثیت سے اور سب سے بڑھ کر بنی نوع انسان کے محسن اعظم کی حیثیت سے۔ غرض جس طرح اور جس زاویہ سے چاہو انسانی ذہن میں بلندترین معیار پر پرکھو کہ سخت سے سخت امتحان اور کڑی چھان بین کے بعد تمہیں اس بات کا یقین ہو گا کہ مسلمانوں کا نبی درحقیقت ساری دنیا کا اپنی طرز کا ایک ہی اور مکمل ترین انسان ہے۔ جس کا جواب صبح اول سے نہ پیدا ہو سکا اور نہ شام ابد تک پیدا ہو سکے گا۔

مولانا محمد احمد

سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عالم اسلام کی تاریخ کا آغاز حقیقتاً اس وقت سے ہوتا ہے جب رسول اللہ ﷺ اپنے اہل وطن کے مسلسل مظالم سے نہایت درجہ غمگین ہو کر مکہ کی سرزمین سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے۔ اس عظیم الشان واقعے کو اسلامی تاریخ کا مبدا اس لئے قرار دیا جاتا ہے کہ ترقی اسلام کی بنیاد اسی وقت سے پڑی۔ اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت نہایت شاندار طور پر ظاہر ہوئی اور کفار مکہ کو جو مسلسل تیرہ سال تک اسلام کی سخت مخالفت کرنے اور اپنے مقصد میں ناکام رہنے کے بعد بالآخر رسول اللہ ﷺ کے قتل پر متفق ہو چکے تھے۔ ایک بار پھر زبردست ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ اس موقع پر حضرت صدیق اکبرؓ واحد شخص تھے جنہیں رسول اللہ ﷺ کی رفاقت کا شرف حاصل ہوا۔ اس واقعے کے دس برس بعد جب رسول ﷺ نماز پڑھانے کے لئے مسجد میں تشریف نہ لا سکے تو آپ ﷺ نے اپنی جگہ جس شخص کو امامت کے لئے منتخب کیا وہ بھی حضرت صدیق اکبرؓ ہی تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے ہجرت جیسے نازک موقع پر حضرت صدیق اکبرؓ کو اپنا ساتھی کیوں چنا اور اپنی جگہ نماز پڑھانے کا حکم کیوں دیا؟۔ اس کی وجہ بالکل ظاہر ہے۔ حضرت صدیق اکبرؓ ہی سب سے پہلے آپ ﷺ کی رسالت پر ایمان لائے تھے اور دین حق کی خاطر جان، مال اور عزت کی قربانی دینے میں بھی ان کا قدم دوسرے تمام مسلمانوں سے آگے رہا تھا۔ وہ قبول اسلام سے رسول اللہ ﷺ کے وصال تک کے طویل عرصہ میں برابر آپ ﷺ کی اعانت، دین اسلام کی اشاعت اور کفار کے مظالم سے مسلمانوں کو محفوظ رکھنے میں ہمہ تن مشغول رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کو انہوں نے اپنے ہر کام پر مقدم رکھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے لئے اپنی جان تک کی مطلق پروانہ کی تھی اور ہر جنگ میں آپ ﷺ کے دوش بدوش کفار سے مقابلہ کیا تھا۔ نہایت پختہ ایمان کے علاوہ ان کے اخلاق حسنہ بھی کمال کو پہنچے ہوئے تھے۔ اسی حسن خلق کی بدولت وہ بے حد ہر دل عزیز تھے اور ہر مسلمان ان سے محبت کرتا تھا۔

حضرت صدیق اکبرؓ کے دینی مرتبے اور ان سے لوگوں کی حد درجہ عقیدت ہی کا نتیجہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد آپ کی جانشینی کا سوال مسلمانوں کے سامنے آیا تو ان کی نظر انتخاب انہیں پر پڑی اور سب نے انہیں کو بالاتفاق پہلا خلیفہ تسلیم کر لیا۔ اپنے مختصر عہد خلافت میں اسلام کی سربلندی کے لئے انہوں نے جو اولوالعزمانہ کوششیں کیں ان کی نظیر عالم اسلام کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ حضرت صدیق اکبرؓ ہی کے مبارک زمانے سے اس اسلامی سلطنت کا آغاز ہوا جس نے پھیلتے پھیلتے دنیا کے کثیر حصے کو اپنے دامن میں سمیٹ لیا۔ اس عظیم الشان مملکت کے کنارے ایشاء میں ہندوستان اور چین تک، افریقہ میں مصر اور تیونس و مراکش تک اور یورپ میں اندلس و فرانس تک

پھیل گئے۔ یہی سلطنت تھی جس نے انسانی تہذیب وتمدن کو پروان چڑھانے کے لئے وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے جن کا اثر رہتی دنیا تک رواں دواں رہے گا۔

جھوٹی نبوت کا فتنہ

اپنے مختصر دور میں حضرت صدیق اکبرؓ کو جن مشکلات اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ جن کے باعث اسلام کا وجود ہی خطرے میں پڑ گیا۔ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے معاً بعد انتشار کے آثار نظر آنے لگے۔ مسیلمہ بن حبیب نے یمامہ میں نبوت کا دعویٰ کر دیا اور اپنے قاصدوں کے ہاتھ آپ کو یہ پیغام بھیجا تھا کہ مجھے بھی اللہ نے نبوت کے مقام پر سرفراز کیا ہے۔ اس لئے عرب کی نصف زمین میری ہے اور نصف قریش کی۔ مسیلمہ کذاب کی دیکھا دیکھی اسود عنسی بھی نبی بن بیٹھا اور شعبدے دکھا دکھا کر اہل یمن کو اپنی طرف مائل کرنے لگا۔ طاقت حاصل ہونے پر اس نے جنوب کا رخ کیا اور رسول اللہ ﷺ کے عمال کو وہاں سے نکال کر اپنی حکومت قائم کر لی۔ اس کے بعد وہ نجران کی طرف بڑھا اور وہاں بھی تسلط قائم کر لیا۔ یہ حالات دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کو مجبوراً اپنے عمال کو ان باغیوں کی سرکوبی کے لئے روانہ کرنا پڑا۔ اصل بات یہ تھی کہ عرب گو توحید کے قائل ہو چکے تھے اور بت پرستی بھی انہوں نے ترک کر دی تھی۔ لیکن ان میں سے بیشتر کو اس حقیقت کا علم نہ تھا کہ دینی وحدت اور سیاسی اتحاد میں چولی دامن کا ساتھ ہے اور اسلام قبول کرنے کا مطلب مدینہ کی حکومت کے آگے سر تسلیم خم کرنا ہے۔ اہل عرب آزاد منش انسان تھے اور کسی منظم حکومت کے آگے سر جھکانا اور دل و جان سے اس کی اطاعت کرنا ان کی سرشت کے خلاف تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جونہی رسول اللہ ﷺ کے وصال کی خبر پھیلی عرب کے اکثر قبائل نے اسلام سے ارتداد اور مدینہ کی حکومت سے بغاوت کا اعلان کر دیا۔

مانعین زکوٰۃ کا مسئلہ

بغاوت کا فتنہ جنگل کی آگ کی طرح عرب کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پھیل گیا۔ جب یہ خبریں مدینہ پہنچیں تو لوگوں میں سخت گھبراہٹ اور بے چینی پیدا ہوئی۔ ان کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ اس نازک موقع پر بغاوت فرو کرنے کے لئے کیا تدابیر اختیار کی جائیں۔ بعض لوگوں کی یہ رائے تھی کہ اس موقع پر مانعین زکوٰۃ کو نہ چھیڑا جائے اور جب تک وہ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے اقراری رہیں انہیں ان کے حال پر قائم رہنے دیا جائے۔ ان لوگوں کا خیال تھا کہ اگر مانعین زکوٰۃ کو بھی مرتدین کے زمرے میں شامل کر لیا گیا تو جنگ کی آگ وسیع پیمانے پر پھیل جائے گی۔ جس کا انجام خدا جانے کیا ہو۔ لیکن حضرت صدیق اکبرؓ نے تمام خطرات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے مرتدین کی طرح مانعین زکوٰۃ سے بھی جنگ کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا اور کوئی طاقت اور کوئی دباؤ انہیں ایسا کرنے سے نہ روک سکا۔

آپ کی حکومت مساوات پر قائم تھی

مساوات اسلام کا بنیادی ستون ہے۔ جس کے بغیر اس کی عمارت پایہ تکمیل کو پہنچ ہی نہیں سکتی۔ حضرت

صدیق اکبرؓ اور مٹھی بھر مسلمانوں کی شبانہ روز جدوجہد کے نتیجے میں جو سلطنت عالم وجود میں آئی اس کی بنیاد کلیۃً مساوات پر تھی۔ یہی سبب تھا کہ وہ دوسری سلطنتوں کے برعکس چند روزہ بہار دکھا کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نابود نہیں ہوئی۔ بلکہ صدیوں تک اپنی جلوہ افروزی سے دنیا کو منور کرتی رہی۔ اسی مساوات کا اثر تھا کہ مسلمان ایک ایسی متحدہ قوت بن کر اٹھے جس کا مقابلہ کرنے سے ایرانی اور رومی افواج قاہرہ عاجز آ گئیں اور انہیں ان مٹھی بھر لیکن آہنی طاقت والے عربوں کے سامنے بھاگتے ہی بن پڑی۔ حضرت صدیق اکبرؓ کو اس حقیقت کا بھی پوری طرح احساس تھا کہ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے اور اس کی دعوت کا دائرہ صرف جزیرہ عرب تک محدود نہیں بلکہ اس کے مخاطب دنیا کے آخری کناروں تک بسنے والے انسان ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے بیرون عرب کے بادشاہوں اور فرمانرواؤں کو کثرت سے تبلیغی خطوط اور فرامین ارسال فرمائے تھے۔

یہ امر تسلیم کرنے کے ساتھ ہی ہر مسلمان کا فرض ہو جاتا ہے کہ اس نے جس عظیم الشان نعمت سے حصہ لیا ہے اسے صرف اپنے تک محدود نہ رکھے بلکہ دوسروں کو بھی اس نعمت سے حصہ عطا کرے اور دین خدا کی اشاعت میں جان تک کی بازی لگانے سے دریغ نہ کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے خدا کا پیغام بلالحاظ قوم وملت سب لوگوں تک پہنچایا تھا۔ آپ کی تقلید میں آپ کے خلفاء کا بھی یہی فرض تھا کہ وہ دعوت اسلام کو زمین کے کناروں تک پہنچاتے اور اس راہ میں کسی قربانی سے دریغ نہ کرتے۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے یہی کیا اور اسلام کو اقصائے عالم تک پہنچانے میں کوئی دقیقہ سعی فروگذاشت نہ کیا۔ اس راہ میں انہیں شدید مشکلات اور مہیب مصائب سے دوچار ہونا پڑا۔ لیکن انہوں نے ابتدائے خلافت ہی سے جو عزم کر لیا تھا اس میں آخری لمحے تک مطلق کمی نہ آنے دی اور اپنی جدوجہد کو پایہ تکمیل تک پہنچا کر ہی چھوڑا۔ حضرت صدیق اکبرؓ کی مردانہ وار کوششوں اور اولوالعزمی کا نتیجہ تھا کہ اسلامی سلطنت تھوڑے ہی عرصے میں معلومہ دنیا کے اطراف تک پہنچ گئی اور صدیوں تک اسی سلطنت نے دنیا میں تہذیب وتمدن کا علم بلند اور علم وعمل کا چراغ روشن کئے رکھا۔

حضرت عمرؓ کا دور آپ کے دور کا تتمہ وتکملہ

حضرت عمرؓ کا عہد یقیناً اسلام کا انتہائی درخشاں عہد ہے۔ اس میں سلطنت کی بنیادیں استوار کی گئیں۔ قواعد مملکت مرتب کئے گئے۔ نظام حکومت مضبوط بنیادوں پر قائم کیا گیا۔ مصر اور دیگر رومی وایرانی مقبوضات پر پہلی بار اسلامی علم لہرایا گیا۔ لیکن اس امر سے کسی شخص کو انکار نہیں ہو سکتا کہ حضرت عمر فاروقؓ کا یہ عظیم دور حضرت صدیق اکبرؓ کے عہد کا تتمہ وتکملہ تھا۔ ہم بلاخوف تردید کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا وجود نہ ہوتا تو تاریخ اسلام کا دھارا کسی اور ہی طرف مڑا ہوا ہوتا۔ جب آپ نے عنان خلافت ہاتھ میں لی تو تمام مسلمانوں کے دلوں پر خوف وخطر طاری اور مایوسی وبددلی محیط تھی۔ لیکن حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حیرت انگیز اولوالعزمی سے تمام فتنوں اور شورشوں کا قلع قمع کر ڈالا اور اسلام کا قافلہ شان وشوکت سے دوبارہ اپنے راستے پر گامزن ہو گیا۔

یادرفتگان

مولانا تاج محمودؒ

اب کہاں دنیا میں ایسی ہستیاں

حضرت شاہ جیؒ کی ذات گرامی بے شمار محاسن کا مجموعہ تھی۔ وہ نظر بظاہر ایک انسان تھے۔ لیکن حقیقت میں قدرت نے انہیں کئی انسانوں کے کمالات واوصاف سے نوازا تھا۔ وہ عشق رسول ﷺ میں ڈوبے ہوئے عالمؒ بے مثال مفسر قرآن، فصیح اللسان مبلغ اسلام، بڑے دل گردے کے مجاہد، ہمہ تن ایثار، سراپا اخلاص، وجیہہ صورت، مضبوط ڈیل وڈول، سرفروش غازی، سحر طراز مقرر، انقلاب انگیز خطیب، پرسوز قاری، باخدا مرد مومن اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ ایک عظیم انسان تھے۔

ان کے خیالات میں آسمانوں کی بلندی۔ عقائد میں پہاڑوں کی پختگی۔ زبان میں دریاؤں کی روانی۔ جلال میں تلوار کی کاٹ اور جمال میں صباء کی لطافت پائی جاتی تھی۔ ان کی زندگی حضور سرور کائنات ﷺ کے اس ارشاد کی شہادت واشاعت میں گزری کہ: ''انا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔''

شکل وصورت، نشست وبرخاست، ہر بات میں جدا انداز رکھتے تھے۔ ان کے جس کمال اور جس خصوصیت پر غور کیا جائے حافظ شیرازی کا یہ شعر یاد آجاتا ہے کہ:

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم
کرشمہ دامن دل مے کشد کہ جا اینجا است

ہم نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا نہیں۔ ان کے حالات سیرت وتاریخ کی کتابوں میں پڑھے ہیں۔ شاہ جیؒ کی زندگی عبادت وریاضت سے لے کر لطافت وظرافت تک انہیں اکابر کی زندگیوں کا عکس جمیل تھی۔ اگرچہ فیاض ازل نے بڑی فیاضی سے انہیں بے شمار صفات ودیعت فرمائے تھے۔ لیکن ان کمالات میں جو چیز سب سے نمایاں تھی اور جس کی بدولت شاہ جیؒ آسمان شہرت پر آفتاب وماہتاب بن کر چمکے۔ وہ ان کی خطابت تھی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حسب ونسب کی شرافت ونجابت سے لے کر آواز کی سحر طرازی اور الفاظ کی فصاحت وبلاغت تک کی تمام نعمتیں انہیں خطابت ہی کے لئے عطا کی گئی تھیں۔ لاکھوں کے مجمع میں جب تشریف لاتے تو لوگوں کی گردنیں اٹھنے لگتیں۔ دلوں کی دھڑکنیں تیز ہو جاتیں۔ مجمع سے منظم اور غیر منظم نعرے بلند ہونے شروع ہوتے۔ ایک ہی وقت میں ایک گوشہ اللہ اکبر! پکار رہا ہوتا۔ دوسرا زندہ باد کے نعروں سے آسمان سر پر اٹھالیتا۔ غرض مجمع میں ایک غلغلہ بپا ہو جاتا۔ بیٹھ جایئے۔ بیٹھ جایئے۔ سٹیج سے آواز آتی۔ حضرات بیٹھ جایئے۔ اطمینان سے بیٹھ جایئے۔ شاہ جیؒ ابھی سٹیج

پر تشریف لا رہے ہیں۔ آپ انہیں بخوبی دیکھ سکیں گے۔ ذرا بیٹھ جایئے۔ لیکن کون سنتا۔ آدھے کھڑے اور آدھے بیٹھے ہیں۔ کھڑے ہونے والے بیٹھ رہے ہیں اور بیٹھے ہوئے کھڑے ہو رہے ہیں۔ ایک عجیب وارفتگی اور شوق کا عالم ہوتا۔ شاہ جیؒ بڑے عجیب وغریب انداز سے آتے۔ پنڈال نعرہ ہائے تکبیر سے گونج اٹھتا اور جب وہ اسٹیج پر پہنچ کر ستاروں میں چاند کی طرح بیٹھ جاتے تو لوگوں کا شور وغل اور جلسے کی افراتفری سکون وسکوت میں بدل جاتی۔ ہو کا عالم طاری ہو جاتا۔ اب شاہ جیؒ مجمع کے سامنے آتے۔ تھوڑی دیر خاموش کھڑے رہتے۔ کچھ پڑھ کر دائیں ہاتھ کی انگلیوں اور ہتھیلی پر پھونکتے۔ ہاتھ منہ پر پھیر لیتے۔ میرا زندگی بھر یہ یقین رہا کہ جب شاہ جیؒ مجمع کے سامنے کچھ پڑھ کر پھونکتے تھے تو آپ کے دل کا تعلق کسی اور ہی جگہ ہو جاتا تھا۔

سیماب لفظ لفظ اترتا ہے عرش سے

ایک دفعہ سامنے پھر دائیں بائیں غور سے مجمع کو دیکھتے۔ پھر خطبہ کی آیات اور درود پاک حجازی لے میں پڑھتے۔ عوام کے دل ودماغ مسحور ہو جاتے۔ عناصر پر سکتہ طاری ہو جاتا۔ ایسا محسوس ہوتا کہ عالم ارواح اور عالم ملکوت بھی شاہ جیؒ کی آواز پر متوجہ ہو گئے ہیں۔ تقریر شروع ہوتی۔ منہ سے پھول جھڑنے لگتے۔ ہاتھ اٹھاتے' ہلاتے تو محسوس ہوتا کہ عوام پر جادو کر رہے ہیں۔ آیات احادیث کا ایک ذخیرہ اور ان کی ایسی اچھوتی تشریح وتفسیر کرتے کہ عقل دنگ رہ جاتی۔ عربی' فارسی' اردو' پنجابی کے شعر ایسے برمحل پڑھتے گویا انگشتری میں نگینے جڑ رہے ہیں۔ لطائف وظرائف بیان کرتے تو مجمع کشت زعفران بن جاتا۔ کبھی ہنسا دیتے۔ کبھی رلا دیتے۔ رات ڈھل جاتی۔ سحر قریب ہو جاتی اور وہ پڑھ رہے ہوتے:

نہ ہر کہ چہرہ برا فروخت دلبری داند
نہ ہر کہ آئینہ ساز وسکندری داند

ہزار نکتہ باریک تر زمو اینجاست
نہ ہر کہ سربتر اشد قلندری داند

نہ کسی کو سردی گرمی کا احساس ہوتا۔ نہ کسی کو نیند وآرام کا خیال۔ اگر کسی کو کوئی فکر دامن گیر ہوتی تو صرف یہ کہ کہیں رات ختم ہونے کے ساتھ ہی شاہ جیؒ کی تقریر بھی ختم نہ ہو جائے۔ اکثر ایسا بھی ہوا کہ شاہ جیؒ کی تقریر میں صبح کی اذان ہوئی اور شاہ جیؒ چونک کر موذن کو پکار اٹھتے:

تیری آواز مکے اور مدینے

تب تقریر ختم کر دیتے۔ لوگ اصرار کرتے شاہ جیؒ کچھ اور۔ فرماتے ''بھائی رات ختم ہو گئی ہے۔'' اور شاہ جیؒ عموماً اس شعر پر ختم کر دیتے کہ:

وسعت دل ہے بہت، وسعت صحرا کم ہے
اس لئے مجھ کو تڑپنے کی تمنا کم ہے

شاہ جیؒ کی تقریریں لوگوں کے دل و دماغ کو کیونکر مسخر کرلیا کرتی تھی۔ یہ ایک لمبی داستان ہے۔ جس کی یہاں گنجائش نہیں۔ انہوں نے اپنی خطابت سے بڑے بڑے طوفانوں کو روکا۔ یہاں تک کہ بڑے بڑے معرکے سر کئے۔ صرف چند واقعات عرض کرتا ہوں جن سے اندازہ ہوگا کہ وہ کس طرح لوگوں کے دلوں پر قبضہ کرلیا کرتے تھے۔

۱...... ایک ریٹائرڈ پولیس افسر نے بتایا کہ ایک مرتبہ شاہ جیؒ مسجد خیر دین امرتسر میں تقریر کر رہے تھے۔ میں ڈیوٹی پر تھا۔ دو بجے شب مجھے اعلیٰ حکام نے طلب کیا اور میری جگہ ایک دوسرا رپورٹر بھیجا۔ میں نے جب اپنی ڈائری ختم کی تو اس میں یہ الفاظ درج کردیئے کہ: ’’شاہ جیؒ رات کے گیارہ بجے سے تقریر کر رہے ہیں۔ اب رات کے دو بجے ہیں۔ ان کی تقریر سے حاضرین جلسہ تو درکنار مسجد خیر دین کے در و دیوار اس کے گنبد و محراب اور حوض کے پانی تک مسحور ہوچکے ہیں۔‘‘

۲...... خان غلام محمد خان نے سنایا کہ میں نے نہ تو شاہ جیؒ کو دیکھا ہوا تھا اور نہ ان کا خاص معتقد تھا۔ میرا سیاسی مسلک بھی ان سے جدا تھا۔ ایک دفعہ عشاء کے وقت دلی دروازہ کے باہر سے گزرا تو شاہ جیؒ تقریر کر رہے تھے۔ میں بڑے ضروری کام میں تھا۔ اس خیال سے رک گیا کہ جس مقرر کی اتنی شہرت ہے اسے پانچ منٹ سن لوں۔ میری عادت یہ ہے کہ میں جلسہ میں ایک جگہ بیٹھ نہیں سکتا۔ خود اپنے جلسے بھی گھوم پھر کر دیکھتا اور سنتا ہوں۔ میں پانچ منٹ تک شاہ جیؒ کی تقریر سنتا رہا۔ پھر سوچا تھوڑی دیر اور سن لوں۔ ان کا سحر تھا کہ کھڑے کھڑے بیٹھ گیا۔ بیٹھے بیٹھے تھک گیا تو لیٹ گیا۔ لیٹے لیٹے ساری رات تقریر سنتا رہا اور ایسے حواس گم ہوئے کہ اپنا کام ہی بھول گیا۔ یہاں تک صبح کی اذان بلند ہوئی۔ شاہ جیؒ نے تقریر کے خاتمے کا اعلان کیا تو مجھے خیال آیا کہ او ہو۔ ساری رات ختم ہوگئی۔ یہ شخص تقریر نہیں کر رہا بلکہ جادو کر رہا تھا۔

۳...... حاجی قائم دین فیصل آباد میں کپڑے کے بہت بڑے تاجر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں دین و دنیا دونوں بڑی فیاضی سے عطا کی ہیں۔ شاہ جیؒ کے مخلص دوستوں میں سے تھے۔ تقسیم سے قبل آگرہ میں تھے۔ انہوں نے واقعہ سنایا کہ ایک دفعہ شاہ جیؒ آگرہ میں مارکیٹ کی چھت پر منعقدہ جلسہ میں تقریر کر رہے تھے۔ حجازی لے میں قرآن مجید کی آیات پڑھیں تو ایک نوجوان تڑپ کر چھت کے کنارے کی دیوار سے چھت پر آن گرا۔ مرنے سے تو بچ گیا۔ لیکن وجد اور جذب کی حالت میں ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگا۔ لوگوں نے اٹھایا تو اس کے چھرا برآمد ہوا۔ اسے شاہ جیؒ کے پاس لایا گیا۔ شاہ جیؒ نے اپنا لعاب دہن اس کے منہ میں ڈالا۔ کچھ پڑھ کر پھونکا اور محبت میں پاس بٹھالیا۔ جب اسے ہوش آیا تو اس نے انکشاف کیا کہ مجھے تو شاہ جیؒ کے قتل کے لئے بھیجا گیا تھا۔ لیکن شاہ جیؒ کا

خطبہ اور قرآن مجید سن کر میں بے تاب اور بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ پھر اس کے بعد کا مجھے کچھ ہوش نہیں۔

۴...... ایک دفعہ شاہ جیؒ علی گڑھ کے کسی جلسہ میں تقریر کرنے تشریف لے گئے۔ کالج کے طلبہ نے تقریر سننے سے انکار کر دیا۔ ایسا ہنگامہ بپا کیا کہ تقریر کرنا محال ہو گیا۔ شاہ جیؒ نے دیکھا کہ بچے برافروختہ ہیں۔ کوئی اور نصیحت کارگر نہیں ہوئی تو فرمایا اچھا بیٹا قرآن مجید کا ایک رکوع پڑھ دیتا ہوں اور جلسہ تمہارے احترام میں ختم کرنے کا اعلان کرتا ہوں۔ طلبہ خاموشی سے بیٹھ گئے۔ شاہ جیؒ نے انتہائی دل سوزی سے نیم خورد آواز میں قرآن مجید پڑھنا شروع کیا۔ چشم و گوش اور درودیوار جھوم گئے۔ تلاوت ختم ہوئی تو فرمایا بیٹا کیا خیال ہے اس کا ترجمہ بھی کر دوں۔ آواز آئی ضرور۔ ترجمہ بھی کر دیجئے۔ اب ترجمہ شروع ہوا۔ پھر ترجمے کے تفسیر و تشریح کا سلسلہ دراز ہوتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ شاہ جیؒ نے تقریر ختم کی۔ طلبہ نے شور مچایا۔ شاہ جیؒ خدا کے لئے کچھ اور بیان کیجئے۔ فرمایا بیٹا کبھی پھر آؤں گا تو تقریر سناؤں گا۔

شاہ جیؒ ایک صاحب طرز خطیب تھے۔ ان کی خطابت میں سیاست' مذہب' معاش اور معاشرت سبھی قسم کے مسائل زیر بحث آتے۔ لیکن ان کی خطابت کا مرکزی نقطہ جس کے گرد نہ صرف ان کی خطابت بلکہ ان کی پوری زندگی گردش کرتی تھی۔ وہ عشق رسول ﷺ تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ شاہ جیؒ کے کل محاسن ان کی خطابت کے لئے تھے اور ان کی خطابت عشق رسول ﷺ کے لئے تھی۔ انہی کی ایک نعت شریف کا مطلع اور مقطع ہے کہ:

سبحان من یری چہ شان محمد است
لولاک ذرہ زجہان محمد است

سر قضا وقدر همین است ای ندیم
پیکان امر حق زکمان محمد است

حضور سرور کائنات ﷺ کے فضائل کو عشق و محبت میں ڈوب ڈوب کر بیان کرتے۔ حضور ﷺ کے لئے الفاظ و القاب کا انتخاب خاص اہتمام سے کرتے تھے۔ اگر کوئی معیاری نعت آپ کے سامنے پڑھی جاتی تو اس کے الفاظ و آواز پر سر دھنتے تھے۔ ایک دفعہ لاہور میں ایک رضا کار نے نعت پڑھی۔ سبحان اللہ! سبحان اللہ! پڑھتے ہوئے جھومنے لگے۔ میری آنکھوں میں ابھی تک وہ نقشہ ہے۔ شاہ جیؒ جذب و مستی کے عالم میں جھوم رہے تھے۔ حتیٰ کہ ان کے گھنگھریالے بالوں پر بھی اسی جذب و مستی سے وجد کی حالت طاری تھی۔ ایک شعر جس میں سرور دو عالم ﷺ کے فقر و فاقہ اور سیدۃ النساء کی ردائے مبارک کی کنگھی کا ذکر تھا کھڑے ہو گئے اور کھڑے کھڑے جھومتے رہے۔ جب وہ کیفیت ختم ہوئی تو فرمایا کہ سید دو عالم ﷺ کے ذکر مبارک پر قیام کرنے کا مقام تھا۔

گجرات کے مشہور مقدمہ میں جب لدھا رام رپورٹر سی آئی ڈی نے حقیقت حال کا انکشاف عدالت عالیہ

میں کیا اور شاہ جیؒ کی رہائی ہوگئی تو لدھارام سے پوچھا گیا کہ آخر تو نے سرکاری ملازم ہوتے ہوئے یہ جھوٹی شہادت دینے سے گریز کیوں کیا اور سچی شہادت سے اپنے آپ کو خطرے میں کیوں ڈالا۔ تو اس نے بتایا کہ میں نے سرکاری ملازمت میں ہمیشہ سچی جھوٹی شہادتیں دی ہیں اور اس دن بھی شاہ جیؒ کے خلاف جھوٹی شہادت دینے کے لئے تیار ہوکر آیا تھا۔ ڈائری میں ردوبدل اگرچہ اعلیٰ حکام کے حکم سے کیا تھا۔ لیکن اس میں بہرحال میری بھی رضامندی شامل تھی۔ ہوا یہ کہ میں جب گواہی دینے عدالت میں آیا تو شاہ جیؒ کو دیکھا کہ ریشوں اور منیوں کی شکل وصورت کا ایک سچا انسان کھڑا ہے۔ مجھے کسی مخفی طاقت نے ٹوکا کہ یہ شخص اب میری جھوٹی شہادت پر پھانسی کی سزا پائے گا۔ میرا دل لرز گیا۔ میں نے دل ہی دل میں توبہ کی اور عہد کرلیا کہ دنیا کی ہر مصیبت برداشت کرلوں گا۔ لیکن اس عظیم انسان کے خلاف جھوٹی شہادت دینے کا پاپ نہیں کماؤں گا۔ تب میں نے شاہ جیؒ کے وکیل کو علیحدگی میں سارا ماجرا بیان کیا۔ ساتھ ہی اپنا ارادہ بھی بتایا۔ لدھارام نے ہائی کورٹ میں شہادت دی۔ اس کی ملازمت گئی۔ تین سال سخت کی سزا ہوئی۔ لیکن شاہ جیؒ کی معجزانہ رہائی کا باعث بن گیا۔

اس مقدمہ میں شاہ جیؒ نو ماہ کے قریب جیل میں رہے۔ جب رہا ہوکر آئے تو تقریروں میں اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ایک طرف میں بے نوا تھا میرے غریب ساتھی جیلوں میں مقید تھے۔ میری اولاد کمسن اور والد ضعیف العمر تھا۔ دوسری طرف فرنگی کی صولت وحشمت تھی۔ خزانے اس کے۔ پولیس اس کی۔ عدالتیں اس کی۔ جیل خانے اس کے۔ سب اختیار واقتدار اسی کا تھا۔ پھر ترنم سے پڑھتے:

روح بخت ملاقی ان کا
چرغ ہفت طبقاتی ان کا
محفل ان کی ساقی ان کا
آنکھیں میری باقی ان کا

حضرت یوسف علیہ السلام کے زندانی ہونے کا واقعہ دہراتے۔ زلیخا کی الزام تراشیوں کا تذکرہ کرتے۔ قرآن مجید کی آیت شریفہ: ’’وشهد شاهد من اهلها ۰ ‘‘ پڑھ کر لدھارام کو انگریزوں کا گھریلو گواہ قرار دیتے۔ اس مقدمہ سے رہائی کو وہ اللہ تعالیٰ کا عظیم احسان کہتے۔ آخر میں فرماتے اے اللہ! اس نعمت کے شکرانے میں میں تیری خدمت میں کیا پیش کروں۔ کیونکہ جو نعمت سوچتا ہوں وہ سب تیرے خزانوں میں موجود ہے۔ ایک دن تقریر کرتے کرتے جھولی پھیلادی اور فرمایا میرے پاس ایک ایسی چیز ہے جو تیرے پاس نہیں ہے۔ وہی تیرے شکر نعمت کے لئے پیش کرتا ہوں اور وہ میرے گناہ ہیں۔ میرے پاس ان کے سوا کچھ نہیں۔ پھر یہ بیان کچھ اس عجز وانکساری اور رقت انگیز منظر میں پیش کیا کہ لوگوں کی چیخیں نکل گئیں۔

شاہ جیؒ نے تحریک آزادی میں جو تقاریر کیں اگر انہیں جمع کیا جائے تو وہ ایک بے مثال ذخیرہ ہیں۔ قرآن مجید سے بعض ایسی آیات کا انتخاب فرمایا کرتے اور ان پر آزادی سے متعلق ایسی شعلہ بار تقریریں کرتے جن کی اس مختصر مضمون میں گنجائش نہیں ہے۔

ملک کی آزادی کے بعد ان کی پوری توجہ مسئلہ تحفظ ختم نبوت کی طرف ہوگئی۔ وہ اس مسئلے کو توحید' رسالت' قیامت اور تمام عقائد وعبادات اسلام کی اصل قرار دیتے تھے۔ ان کا استدلال یہ تھا کہ ان تمام مسائل کی تعریف اور تعین نبوت کرتی ہے۔ اگر نبوت بدل سکتی ہے تو یہ سب کچھ بدل سکتا ہے۔ یہاں تک کہ حلال وحرام بھی بدل سکتا ہے۔ شاہ جیؒ موجودہ اسلام کی بنیاد حضور سرور کائنات ﷺ کی تعلیمات کو تعین کرتے تھے اور حضور سرور کائنات ﷺ کی ذات کے ساتھ ان کا جو عشق تھا۔ اس کے خلاف وہ کسی چیز کو برداشت کرنے کا تصور تک بھی نہ کر سکتے تھے۔ مسئلہ ختم نبوت کے سلسلہ میں شاہ جیؒ نے جو کچھ کہا وہ برسوں ہمارے ملک کی فضا میں گونجتا رہے گا۔ اس سلسلے میں وہ بعض عجیب عجیب پیشین گوئیاں بھی کرتے تھے۔ جو وقت نے پوری کردی ہیں اور وقت بعض دوسری باتوں کو بھی پورا کرے گا۔ انشاءاللہ!

حضور سرور کائنات ﷺ کی ذات کے سلسلہ میں ان کا اخلاص کس درجے کا تھا اس کا اندازہ ان کی ۱۶/فروری ۱۹۵۳ء کی تقریر سے ہوتا ہے جو انہوں نے لاہور (بیرون دہلی دروازہ) میں کی تھی۔ اس دن خواجہ ناظم الدین وزیراعظم پاکستان لاہور میں آئے ہوئے تھے۔ شاہ جیؒ نے تقریر کرتے ہوئے اپنی ٹوپی اتار لی اور فرمایا۔ کوئی ہے جو میری یہ ٹوپی خواجہ ناظم الدین کے پاؤں پر رکھ دے اور انہیں میری طرف سے یقین دلا دے کہ وہ مجھے اپنا سیاسی حریف نہ سمجھیں۔ اگر وہ محسن کائنات جناب رسالت مآب ﷺ کے ناموس اور عزت کا تحفظ کر دیں تو میں اپنی زندگی ان کا خدمت گار رہوں گا۔ حتیٰ کہ ان کے گلے میں اگر سور بھی ہوں گے تو انہیں بھی چراتا رہوں گا۔ اس سے مجمع میں ایک کہرام مچ گیا۔

صحابہ کرامؓ کے اکرام واحترام کو بھی جزو ایمان جانتے تھے اور اصحاب رسول پر تنقید وتنقیص کو بربادی ایمان یقین کرتے۔ لکھنؤ میں بعض خلفائے راشدین کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ کہنا جرم تھا۔ شاہ جیؒ نے برسر اجلاس اس قانون کی دھجیاں اڑا دیں۔ وہ صحابہ کرامؓ...... ازواج مطہراتؓ اور آل بیت اطہار کے فضائل ومحاسن پر گھنٹوں بولتے رہتے تھے: ''محمد الرسول اللّٰہ والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینهم . '' اور اسی طرح: ''وطائفة من الذین معك . '' سے وہ اصحابؓ وازواج رسول اللہ ﷺ کی معیت کے درجہ کو عام ایمان کے درجے سے افضل قرار دیتے تھے۔ وہ حدیث پاک: ''المرء مع من احب '' کو صحابہ کرامؓ کے فضائل میں بیان کر کے سعدی شیرازیؒ کے مشہور شعر پڑھا کرتے تھے کہ:

گلے خوشبوئے در حمام روزے
رسید از دست محبوبے بدستم
بدر گفتم کہ مشکی یا عنبیری
کہ از بوئے دلآویز تو ستم
بگفتا من ناچیز بودم
ولیکن مدتے باگل نشستم
جمال ہم نشین درمن اژ کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

شاہ جیؒ مختلف اصحاب رسول کے فضائل کے سلسلہ میں حضورﷺ کی نبوت کی صداقت کا دو صحابہ کرامؓ کو بہترین گواہ قرار دیا کرتے تھے۔ پہلے جناب حضرت عمر بن خطابؓ اور دوسرے حضرت خالد بن ولیدؓ کو۔ ایک دفعہ میں نے عرض کیا کہ شاہ جیؒ اور ابوبکر صدیقؓ۔ فرمایا ان کی اس مقدمے میں سرکاری گواہ کی حیثیت تھی۔ وہ حضورﷺ کے پہلے ہی سے دوست تھے۔ لیکن یہ دونوں بہادر دشمن اور سخت دشمن تھے۔ لیکن نبوت کی صداقت کو یقین کر کے شرف ایمان حاصل کر گئے۔ وہ حدیث رسول کو نبوت کی مثل فرمایا کرتے تھے اور کہتے کہ اب کچھ لوگ اس مثل ہی کو غتر بود کرنے کی فکر میں لگے ہوئے ہیں۔ شاہ جیؒ کی ایک بڑی خوبی ان کی زندہ دلی اور لطافت وظرافت تھی۔ وہ مصنوعی خاموشی اور یبوست کے خلاف تھے۔ اللہ نے باغ و بہار طبیعت بخشی ہوئی تھی۔ جب کبھی ان پر مصائب کا ہجوم ہوتا۔ ساتھیوں پر ظلم وتشدد کی یلغار ہورہی ہوتی تو رنج و ملال نہیں کرتے تھے بلکہ خوب ہنستے اور ہنساتے تھے۔ اس طرح وہ اپنا اور اپنے دیوانے سرفروش مجاہدوں کا غم غلط کرتے رہتے۔ ان کی شعر وسخن کی محفلوں اور بذلہ سنجی وظرافت کی مجلسوں میں بیٹھ کر ہر رنج اور ہر مصیبت بھول جایا کرتی تھی۔ ان کے بیان کردہ لطافت وظرافت کو اگر کوئی اکٹھا کرے تو ضخیم کتاب مرتب ہوسکتی ہے۔ جب پہلے پہل ان پر فالج کا حملہ ہوا تو ہم ملتان پہنچے۔ اتفاق سے حضرت مولانا احمد علی صاحب بھی لاہور سے مزاج پرسی کے لئے تشریف لے آئے۔ اب شاہ جیؒ نے فالج کے حملے کا واقعہ سنایا کہ صبح اچھا بھلا اٹھا۔ وضو کرنے لگا تو ہاتھ نے سول نافرمانی شروع کردی۔ منہ میں پانی ڈالا تو اس نے بغاوت اختیار کی۔ میں سمجھ گیا کہ فالج کا حملہ ہوا ہے اور اب میں مرنے لگا ہوں۔ جلدی جلدی وضو کیا۔ صبح کی نماز ادا کی اور زور زور سے پڑھا: ''اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ لا نبی بعدہ ولا رسول بعدہ۔ '' اور یہ پڑھ کر چارپائی پر لیٹ گیا کہ اگر اب موت آگئی تو انشاء اللہ خاتمہ ایمان پر ہو جائے گا۔ تھوڑی دیر لیٹا رہا اور موت کا انتظار کرتا رہا۔ لیکن موت نہ آئی۔ اب اٹھا اندر گیا۔ بھوک لگ رہی تھی۔ کھانا مانگا تو

رات کی ٹھنڈی کھچڑی کھالی۔شاہ جیؒ نے یہاں بات کو پھر دہرایا کہ فالج کا حملہ موت کا انتظار۔اس پر رات کی ٹھنڈی کھچڑی کھالی۔البتہ ایک غلطی ہوگئی جس کے لئے اللہ سے معافی مانگتا ہوں۔آپ لوگ بھی معاف کر دینا۔وہ یہ کہ کھچڑی کے بعد گھڑیا کا ٹھنڈا باسی پانی پینا بھول گیا۔بس یہ کسر رہ گئی۔شاہ جیؒ یہ باتیں بڑے مزے لے کر کرتے تھے اور میں سوچتا تھا کہ فالج کا حملہ ہے۔منہ پر لقوہ کا اثر ہے۔زبان میں لکنت آ چکی ہے۔لیکن اس ہولناک اور خوف ناک مرض میں بھی شاہ جیؒ کی وہی زندہ دلی اور چٹکلے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے کیسی باغ و بہار طبیعت عطا کی ہے کہ کسی مرحلے میں بھی یاس و ملال یا کسی پریشانی کا نام ونشان تک نہیں ہے۔جب کسی ساتھی کو رنجیدہ خاطر یا ملول دیکھتے تو بس ایسی بات کہہ دیتے کہ وہ رنج وملول سب چلا جاتا۔

ایک دفعہ مولانا محمد علی جالندھریؒ سندھ کے تبلیغی دورے سے واپس آئے۔سفر کی تھکان طبیعت ناساز گار، گلا خراب، افسردہ حال شاہ جیؒ کی خدمت میں آ پہنچے۔شاہ جیؒ خود بھی بیمار تھے۔دونوں نے ایک دوسرے کی مزاج پرسی کی۔شاہ جیؒ مولانا جالندھریؒ کا بے حد احترام کرتے تھے۔پوچھا۔محمد علی کیا حال ہے۔مولانا جالندھریؒ نے جواب دیا کہ:

''شاہ جیؒ سفر بہت تھا۔بیمار ہوگیا۔تقریریں کرنا پڑیں۔طبیعت سخت خراب ہوگئی اور گلا بھی خراب ہوگیا ہے۔'' شاہ جیؒ لیٹے ہوئے تھے۔اٹھ بیٹھے اور فرمایا کہ: ''محمد علی! خدا کا خوف کر۔تیرا گلا اب خراب ہوگیا ہے۔یہ پہلے کونسا لحن داؤدی تھا جواب خراب ہوگیا ہے۔''

حاضرین ہنستے ہنستے لوٹ پوٹ ہوگئے۔شاہ جیؒ خود بھی ہنس دیئے۔مولانا جالندھریؒ کی ساری خرابی طبیعت جاتی رہی۔چہرہ کھل گیا۔

شاہ جیؒ بعض باتیں ایسی کہتے جو سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہوتیں۔ایک دفعہ نشتر میڈیکل کالج کے طلبہ آئے اور عرض کیا کہ شاہ جیؒ آج کل کالجوں میں ہمارے لئے داڑھی رکھنا بڑا مشکل ہے۔ہنس کر فرمایا! ہاں بیٹا خالصہ کالج میں مشکل نہیں ہے۔اسلامیہ کالج میں واقعی مشکل ہے۔

وہ عام طور پر فرمایا کرتے تھے کہ میں نصف صدی اس ملک کے چپے چپے پر پھرا ہوں۔میری قوم کی نفسیات یہ ہیں کہ یہ ڈنڈے والے کے آگے اور دولت والے کے پیچھے بھاگتی ہے۔

سچ ہے موت سے کس کو رستگاری ہے۔آخر یہ عظیم انسان بھی رخصت ہوگیا:

گماں مبر کہ نظیری جو تو بگذری جہاں گذار
ہزار شمع بکشتند وانجمن باقیست

قسط نمبر 3

ڈاکٹر اکرام اللہ جان قاسمی

اسلام مذہب میں اعتدال..... رواداری یا انتہا پسندی

عصر حاضر میں مذہبی انتہا پسندی کی مثالیں

انسان نے اکیسویں صدی میں قدم رکھا۔اس نے بے مثال سائنسی ترقی کی۔ ہوا کے دوش پر اڑ کر مہینوں کا سفر گھنٹوں میں طے کرنے لگا۔مواصلات کے برق رفتار نظام' ڈاک' ٹیلیفون' موبائل فون اور فیکس وغیرہ نے انسان کا انسان سے رابطہ مستحکم' ہمہ وقت اور تیز کر دیا۔ریڈیو' ٹی وی' کیبل نیٹ ورک نے اسے پل پل کی خبروں سے باخبر رکھا۔اب وہ جنگل میں رہ کر گھر بار کے احوال سے باخبر اور مستقل رابطے میں رہتا ہے۔کمپیوٹر' انٹرنیٹ اور اس کی متنوع دنیا نے علوم وفنون اور معلومات کو ہر انسان کی دسترس میں دے دیا ہے۔ایک عظیم الشان کتب خانہ چند روپوں کی ایک سی ڈی میں ڈال کر کوئی بھی شخص جیب میں لئے پھر سکتا ہے۔ان آسائشوں اور اس طرح کے دیگر سائنسی آلات کی سہولتوں نے دنیا کو ایک عالمی گاؤں میں تبدیل کر دیا ہے۔

مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ انسان نے مادی ترقی تو کر لی ہے مگر خود اپنے طور پر روحانی اور اخلاقی لحاظ سے روز بروز دیوالیہ پن کا شکار ہوتا جا رہا ہے۔سائنس نے اگر اسے سہولتیں دی ہیں تو دنیا کو آناً فاناً تباہ کرنے کا ذریعہ ''ایٹم بم'' بھی ہوس گیر ہاتھوں میں دے دیا ہے۔ بے حیائی' فحاشی اور تن آسانی کے رسوا کن تحفوں سے بھی نوازا ہے۔مذہبی' علاقائی' نسلی اور رنگوں کے تعصبات نے جلتی پر تیل کا کام دیا ہے۔جس سے جنگل کا قانون ''جس کی لاٹھی اس کی بھینس'' نافذ ہو چکا ہے۔قبر کے کیڑوں کی طرح کہ لاش ختم ہونے کے بعد ایک دوسروں پر پل پڑتے ہیں۔ہر بڑی طاقت چھوٹی طاقت کو ختم کرنے کے درپے ہے۔ ہر ایک اپنی بالاتری کی کوشش میں سرگرم عمل ہے۔اس صورت حال سے ساری دنیا عموماً اور عالم اسلام خصوصاً متاثر ہوا ہے۔ عالم اسلام' انڈونیشیا سے مراکش تک اور اندلس سے یمن تک' یہودیت' عیسائیت' اشتراکیت' اشتمالیت' سوشلزم' لادینیت' افرنگیت' برہمیت اور مغربی طاغوتی طاقتوں کے جال میں جکڑا ہوا ہے۔مغرب کی یہودی لابی نے دنیائے عرب کی پیٹھ میں اسرائیل کا چھرا گھونپ دیا ہے۔اپنے خبث باطن کو چھپا کر بھی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جنگوں کو ''دہشت گردی کے خلاف جنگ'' قرار دیتے ہوئے ان کے منہ سے کبھی بے خیالی میں نکل جاتا ہے کہ ''صلیبی جنگوں کا دوبارہ آغاز ہو چکا ہے۔''

کشمیر' فلسطین' عراق' افغانستان' بوسنیا' چیچنیا' ایران اور لیبیا پر حملے اور ان کے خلاف عالمی پابندیاں اسی جذبے کی عکاسی کرتی ہیں۔مسلمان کی مثال ایسی بن چکی ہے جیسے ایک ظالم نے کسی مظلوم کو دبوچا ہو۔اس پر گھونسوں

اور لاتوں کی بارش کر رہا ہو۔ لیکن اگر مظلوم آہ و فریاد کے لئے منہ کھولے تو اس کے منہ پر مزید ایک زوردار طمانچہ رسید کر کے کہا جائے کہ: ''چپ کر بد معاش'' مسلمان کو ہر جگہ پیٹا بھی جا رہا ہے اور ''دہشت گرد'' و ''انتہا پسند'' کے طعنے بھی دیئے جا رہے ہیں۔ عالمی طاغوتی طاقتوں کی قانونی پشت پناہ اقوام متحدہ بظاہر خاموش اور بے بس تماشائی بنی بیٹھی ہے مگر در پردہ وہ ان کی مذموم خواہشات کی تکمیل میں ممد و معاون ہے۔ اور اندر اندر اس پر خوشی کی بغلیں بجاتی ہے۔ آیئے عالمی سطح پر انتہا پسندانہ عزائم کے مظاہرے کا جائزہ لیں۔

امریکہ

روسی ریاستوں کا شیرازہ بکھرنے کے بعد امریکہ دنیا کی واحد سپر پاور کے طور پر ابھرا۔ اس نے برداشت اور رواداری اپنانے کی بجائے پوری دنیا پر حکمرانی کے خواب دیکھنا شروع کئے۔ امریکہ داخلی طور پر ماضی میں بدترین نسلی امتیاز کا شکار رہا ہے۔ اب بھی نسلی تعصب امریکی معاشرے کی پیشانی پر بدنما داغ ہے۔ امریکہ میں سیاہ فاموں کو رسوا کرنا امریکی تہذیب کا طرۂ امتیاز رہا ہے۔ وہاں پر سیاہ فاموں کو سفید فاموں کے ہم پلہ بننے کے لئے آگ اور خون کے دریا سے گزرنا پڑتا ہے۔ انصاف‘ مساوات اور فراغ دلی کے کھوکھلے نعروں کے باوجود مذہبی اور نسلی امتیاز کو روز بروز ہوا دی جا رہی ہے۔ خواتین کی آزادی کے نام پر خواتین عدم تحفظ کا شکار ہیں۔ امریکی میڈیکل ایسوسی ایشن کی ایک تحقیقاتی رپورٹ کے مطابق امریکہ میں ہر سال آٹھ لاکھ خواتین زنا بالجبر کا شکار ہوتی ہیں۔ ہر پندرہ سیکنڈ کے بعد ایک خاتون بے آبرو ہوتی ہے۔ ان میں ۱۹ تا ۲۱ سال کی خواتین زیادہ ہیں۔ روزانہ ۱۵ تا ۲۵ سال عمر کی خواتین کی کئی ساری لاشیں ملتی ہیں۔

بڑی طاقتیں بے تحاشا جنگی ساز و سامان تیار کرتی ہیں۔ جس کی فروخت کے لئے انہیں منڈیوں کی تلاش ہوتی ہے۔ یہ طاقتیں مسلمانوں کو آپس میں لڑا کر ایک تیر سے دو شکار کھیلتی ہیں۔ اس کی ایک مثال عراق ایران جنگ ہے۔ ۱۹۷۹ء میں ایران میں وہاں کا مذہبی انقلاب آیا۔ امریکہ کو خطرہ تھا کہ اسلامی دنیا کے لئے یہ انقلاب نمونہ بن کر دوسرے اسلامی ممالک اس کی تقلید نہ کرلیں۔ عراق ان دنوں تیل کی دولت سے اسلحہ سازی کے ارتقائی مراحل طے کر کے ایٹمی طاقت حاصل کر رہا تھا۔ امریکہ نے عراق کی قیادت کو شیشے میں اتار کر ایران پر حملے کے لئے برانگیختہ کیا۔ ۱۹۸۰ء سے ۱۹۸۸ء تک دونوں ملک بے فائدہ جنگ لڑتے رہے۔ اس جنگ میں چار لاکھ عراقی اور چھ لاکھ ایرانی مارے گئے۔ اور بیسیوں ارب ڈالر خرچ ہوئے۔ جس سے نہ صرف دونوں ملکوں بلکہ عالم اسلام کی قوت اور اتحاد کو سخت دھچکا لگا۔

اس طرح بڑی طاقتیں ہمیشہ مشرق وسطیٰ سے تیل اور دوسری دولت ہتھیانے کی فکر میں رہتی ہیں۔ ایک بار پھر عراق امریکہ کے دام فریب میں آ گیا اور یکم اگست ۱۹۹۰ء کو کویت پر حملہ کر بیٹھا۔ امریکہ کو موقع ملا اور عرق

جارحیت کے جواب کے بہانہ پر عرب ممالک میں اپنا فوجی تسلط قائم کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس دوران سعودی عرب اور کویت کو نہ صرف ہتھیار فروخت کئے بلکہ فوج اور جنگ کے بھاری اخراجات بھی وصول کئے اور سعودی عرب جو عالم اسلام پر اپنا مال خرچ کرتا تھا پہلی دفعہ اس نے خسارے کے ساتھ اپنا بجٹ پیش کیا اور وہ اندرونی طور پر ٹیکسز لگانے پر مجبور ہو گیا۔

دنیا کے واحد سپر پاور امریکہ کو اسرائیل کے خلاف اقوام متحدہ کی ۶۰ کے قریب قراردادیں نظر نہیں آتیں۔ آج تک ایک قرارداد پر عمل نہیں کروا سکا۔ مگر عراق کے خلاف ایک قرارداد کی بنیاد پر پورے ملک کو نیست و نابود کر دیا۔

امریکہ نے دو بار عراق کے خلاف فوج کشی کر کے تاریخ میں بدترین بربریت اور وحشت کا مظاہرہ کیا ہے۔ اس نے اتحادیوں کے ذریعہ عراق کے خلاف پہلی جنگ میں ۴۲ دنوں میں ۸ ہزار ٹن بارود برسایا جو ہیروشیما پر گرائے جانے والے بارود سے سات گنا زیادہ تھا۔ امریکی وزارت دفاع پینٹاگون کے مطابق ایک لاکھ دس ہزار بم برسائے گئے۔ یعنی ۴۲ دنوں میں اس جنگ میں اوسطاً ہر دو منٹ بعد ایک بم گرایا گیا۔ اور یہ سارے بم جنگی نوعیت کی اہمیت والی جگہوں کے علاوہ کنوؤں' پانی کے ذخیروں اور رہائشی مقامات پر گرائے گئے۔ اس جنگ میں تقریباً دو لاکھ عراقی فوجی اور سویلین کام آئے۔

اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کا ۶/اگست ۱۹۹۰ء کا فیصلہ اس سے بھی زیادہ بھیانک نتائج کا حامل تھا۔ عالمی سطح پر سلامتی کے ٹھیکیداروں کے اس فیصلہ کے نتیجہ میں عراق پر تجارتی پابندیاں عائد کئے جانے کے باعث پانچ سال کے اندر اندر پانچ لاکھ عراقی باشندے موت کے منہ میں چلے گئے۔ پانچ سال اور اس سے کم عمر کے ساڑھے تین لاکھ بچے لقمہ اجل بن گئے۔ عرب عراق جنگ میں عرب دنیا کو ۶۰۷ بلین ڈالر کا نقصان برداشت کرنا پڑا جو کہ پوری دنیا کے بیرونی قرضوں کی رقم سے دوگنا ہے۔

۱۱/ستمبر ۲۰۰۱ء کو امریکہ میں ایک بڑا سانحہ پیش آیا۔ ہائی جیکروں نے جہازوں کو اغوا کر کے نیویارک کی مشہور ترین عمارت ورلڈ ٹریڈ سنٹر سے ٹکرا کر اس بلڈنگ کو زمین بوس کر دیا۔ اس میں موجود چار ہزار افراد ہلاک ہو گئے۔ حملہ کا ذمہ دار اسامہ بن لادن اور اس کی تنظیم القاعدہ کو ٹھہرایا گیا۔ امریکہ نے طالبان کو الٹی میٹم دیا کہ وہ بن لادن سمیت القاعدہ کے اہم ارکان امریکہ کے حوالے کریں۔ طالبان نے اس کے جواب میں کہا کہ بن لادن پر افغانستان کے اندر مقدمہ چلایا جائے گا۔ امریکہ نے اس تجویز کو مسترد کیا اور اسامہ کے حوالہ نہ ہونے کی صورت میں ۷/اکتوبر کو امریکہ نے شمالی اتحاد کی مدد سے طالبان کے خلاف افغانستان پر حملہ کر دیا۔ دو مہینے کے اندر اندر طالبان

حکومت ختم کر دی گئی۔ افغانستان پر تاریخ کی بدترین جنگ مسلط کر دی گئی۔ تورا بورا میں اسامہ کو ختم کرنے کے لئے وہ بم استعمال کئے گئے جس سے کئی میلوں تک آکسیجن ختم ہو جاتی تھی اور انسانوں سمیت ہر ذی روح ختم ہو جاتا تھا۔ اس بمباری میں تقریباً تیس ہزار افراد ہلاک ہوئے۔ بے گناہ ہزاروں شہریوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا اور سینکڑوں عمارتیں ملبہ کا ڈھیر بن گئیں۔ ستم بالائے ستم یہ کہ طالبان کے گرفتار شدہ رہنماؤں سمیت القاعدہ کے شک میں بہت سارے بے گناہ افراد کو گوانتا ناموبے (کیوبا) میں قید کر دیا گیا۔ جہاں ان کو ذہنی کوفتوں اور جسمانی اذیتوں کے ساتھ ساتھ تذلیل نفسی کا نشانہ بنایا گیا۔ ان پر کسی عدالت میں مقدمہ چلائے بغیر ذاتی انتقام میں یہ سب کچھ کیا گیا اور ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔

امریکہ کی طرف سے خون مسلم کی ارزانی میں افغانستان پر بے جا تسلط ابھی جاری تھا کہ ایک بار پھر عراق کے خلاف میدان جنگ گرم کیا گیا۔ اس بار جنگ کے لئے یہ جواز بنایا گیا کہ عراق کے پاس مہلک ایٹمی ہتھیار ہیں۔ جہاں تک ایٹمی ہتھیار رکھنے کا جواز ہے تو دنیا کو معلوم ہے کہ ایٹمی ہتھیار دنیا میں سب سے زیادہ امریکہ اور اسرائیل کے پاس موجود ہیں۔ اس کے بعد یورپی ممالک کے پاس یہ ہتھیار پایا جاتا ہے۔ اگر ایٹم بم رکھنا جرم ہے تو پھر امریکہ، اسرائیل اور یورپی عیسائی ممالک سب سے بڑے مجرم اور انسانیت کے دشمن ہیں۔ یہ کیا منطق ہے کہ خود تو ایٹمی ہتھیاروں کے انبار لگائیں مگر کوئی دوسرا یا بہ الفاظ دیگر کوئی مسلمان ملک رکھنا یا بنانا چاہے تو عالمی امن کے لئے خطرہ بن جاتا ہے اور اسے دہشت گرد، انتہا پسند اور جنونی کے القاب سے نوازا جاتا ہے۔ پھر دنیا نے دیکھا کہ عراق کو ظلم وستم کا تختہ مشق بنایا گیا۔ پورے ملک پر بے تحاشا بمباری کی گئی۔ جانی و مالی نقصانات کے علاوہ پورے ملک کو کھنڈرات میں تبدیل کر دیا گیا۔ مگر وہ ایٹمی ہتھیار برآمد نہ ہو سکے جس کو بہانہ بنا کر یہ ساری کاروائی کی گئی تھی۔ ایٹمی ہتھیار برآمد نہ ہونے کا اعتراف برطانیہ اور اب امریکہ نے بھی کر لیا ہے۔ بلکہ بی بی سی نے واضح طور پر یہ کہہ دیا تھا کہ جنگ سے قبل عراق کے ایٹمی ہتھیار کے بارے میں غلط اعداد و شمار اور معلومات فراہم کرنے کے بارے میں ہمارے اوپر دباؤ تھا۔ جس کا حقیقت کے ساتھ بہت کم واسطہ تھا۔

یہ منطق بھی سمجھ سے بالاتر ہے کہ امریکہ عراق جنگ سے پہلے کہہ رہا تھا کہ میں صدام حسین کو ختم کر کے عراقی عوام کو آزاد کرانا چاہتا ہوں۔ اب جبکہ صدام حسین گرفتار کئے جا چکے ہیں اور بقول امریکہ عراقی عوام آزاد ہیں۔ پھر کیوں روزانہ عراق میں دھماکے ہوتے ہیں۔ امریکہ کو روز لاشوں اور تابوتوں کے تحفے ملتے ہیں۔ عراقی عوام سراپا احتجاج ہیں۔ پورا ملک افراتفری کے عالم میں ہے۔ لوگ بنیادی حقوق اور امن سے محروم ہیں۔ اور وہاں پر انسانی اخلاق واقدار سسک سسک کر دم توڑ رہے ہیں۔

مولانا اللہ وسایا

حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی... چند یادیں... چند ملاقاتیں

حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی ؒ چنیوٹ کی راجپوت برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کا خاندان چنیوٹ کی مشہور زمانہ صنعت ''چوب سازی'' سے وابستہ تھا۔ آپ ۳۱ دسمبر ۱۹۳۱ء کو پیدا ہوئے۔ اسلامیہ ہائی سکول چنیوٹ سے چھٹی جماعت تک تعلیم حاصل کی۔ قاری گلزار احمد اور حضرت مولانا دوست محمد ساقی سے دینی تعلیم حاصل کی۔ اس زمانہ میں دن کو لکڑ سازی کے کام میں مشغول رہتے۔ شام کو مولانا ساقی صاحب سے دینی کتب کی تعلیم حاصل کرتے۔ آفتاب العلوم مدرسہ میں بھی زیر تعلیم رہے۔ قیام پاکستان کے کچھ سال بعد حالات سازگار ہونے پر جامعہ خیر المدارس ملتان میں داخلہ لیا۔ جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوریؒ کے دارالعلوم ٹنڈوالہ یار چلے جانے کے باعث پوری جماعت کے ساتھیوں سمیت ٹنڈوالہ یار چلے گئے۔ قیام پاکستان کے بعد ٹنڈوالہ یار کو دارالعلوم دیوبند ثانی کہا جاتا تھا۔ وہاں حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ ایسے نابغہ روزگار حضرات سے آپ نے دورہ حدیث شریف کی تعلیم حاصل کی۔ جامعہ خیر المدارس کے موجودہ صدر و مفتی پیر طریقت حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب آپ کے ساتھیوں میں تھے۔ یہ ۱۹۵۱ء کی بات ہے۔ اسی سال دورہ حدیث شریف سے فارغ ہوتے ہی ملتان میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دارالمبلغین میں استاذ محترم فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ سے آپ نے ردّ قادیانیت کا کورس کیا۔ قیام ملتان کے دوران آپ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کی صحبتوں سے فیض یاب ہوتے رہے۔ چنانچہ حضرت مولانا سید بدر عالم میرٹھیؒ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ اور فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ ان تینوں اساتذہ پر آپ کی زندگی بھر دل و جان سے فدا رہے۔ ویسے تو تمام اساتذہ سے آپ کا ادب و احترام کا رشتہ تھا۔ لیکن ان تین متذکرہ حضرات کے آپ شیدائی تھے۔ چنانچہ حضرت مولانا محمد حیاتؒ فاتح قادیان بھی اپنے دیگر نامور شاگرد حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ حضرت مولانا محمد لقمان علی پوریؒ حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ کی طرح حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی ؒ کے بہت قدردان تھے۔ ۱۹۵۲ء میں آپ نے مدرسہ دارالہدیٰ چوکیرہ میں تدریس شروع کی۔ فراغت کو دو سال اور تدریس کو ایک سال بھی مکمل نہ گزرا تھا کہ مشہور زمانہ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء چلی۔ اکتوبر ۱۹۹۱ء میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے شعبہ نشر و اشاعت نے ''تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء'' کے نام سے سوا نو سو صفحے کی کتاب شائع کی۔ اس کتاب کی ترتیب کے وقت حضرت

مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ سے ایک انٹرویو لیا تھا جو پیش خدمت ہے:

حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ فرماتے ہیں کہ:

’’میں تازہ دورہ حدیث کے فارغ ہوا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دارالمبلغین میں فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ سے ردقادیانیت کا کورس کیا اور سرگودھا کے علاقہ چوکیرہ کے مدرسہ میں ابتدائی مدرس لگ گیا۔ تحریک چل نکلی تو رفقاء کو لے کر سرگودھا آیا۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع سرگودھویؒ اور دوسرے حضرات گرفتار ہو چکے تھے۔ سرگودھا کے دیہات میں لوگوں کو تیار کرنے کا پروگرام میرے ذمہ لگا۔ دورہ کر کے واپس چنیوٹ آیا۔ جامعہ محمدی سے مولانا محمد ذاکر کے شاگردوں کی جماعت کے ساتھ چنیوٹ ریلوے اسٹیشن سے جلوس کے ہمراہ گرفتار ہوا۔ ان دنوں چنیوٹ میں سوائے معدودے چند کے مجھے کوئی نہ جانتا تھا۔ مجھے بھی جامعہ محمدی کا ایک مولوی سمجھا گیا۔ جیل میں چند ماہ گرفتار رہ کر رفقاء سمیت رہائی ہوئی۔‘‘ (تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء ص ۸۷۵)

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء سے رہائی کے بعد چوکیرہ میں حسب سابق کچھ عرصہ پڑھایا۔ ۱۹۵۴ء میں چنیوٹ جامعہ عربیہ میں تشریف لائے۔ ردقادیانیت کے خلاف کام کرنے کی فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ نے جو جوت جگائی تھی اس نے کام شروع کیا۔ اس زمانہ میں چنیوٹ دریائے چناب کے اس پار چناب نگر (سابقہ ربوہ) میں مرزا محمود کا کفر عروج پر تھا۔ جامعہ عربیہ چنیوٹ کے طلباء چناب نگر جامعہ احمدیہ کے طلباء سے گفتگو کے لئے جاتے۔ واپسی پر حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ کو رپورٹ سناتے۔ آپ انہیں قادیانیوں کو چاروں شانے چت کرنے کے مزید گر سکھلا کر اگلے دن بھیج دیتے۔ اس زمانہ میں اس چھیڑ خانی سے ردقادیانیت میں آپ کو مناظرانہ رسوخ حاصل ہوا۔ اس دور میں قرب وجوار کے علاقہ میں جمعرات وجمعہ کو آپ کے بیانات کا سلسلہ چل نکلا۔ ابتداء میں قادیانیوں کے خلاف آپ نے رسائل لکھے۔ جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چنیوٹ نے شائع کئے۔ جن میں انگریزی نبی نامی پمفلٹ خصوصیت سے قابل ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کرم کا معاملہ فرمایا۔ حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ کا اخلاص ومحنت رنگ لائی۔ آپ کے ملک بھر میں تبلیغی دورے ہونے لگے۔ جوش جوانی میں آپ بے تکان گھنٹوں قادیانیت کے لتے لیتے۔

اس زمانہ میں قادیانی خلیفہ مرزا محمود کو مباہلہ کا چیلنج دیا۔ مرزا محمود کے حواریوں نے مناظرانہ نکتہ پیدا کیا کہ خلیفہ قادیان کے مقابلہ میں آپ کی کوئی حیثیت نہیں۔ آپ نے مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، جمعیت علمائے اسلام پاکستان کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ، تنظیم اہل سنت پاکستان کے سربراہ حضرت مولانا دوست محمد قریشیؒ، اشاعت التوحید کے سربراہ شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خانؒ چار جماعتوں سے اسناد نمائندگی لے کر مرزا محمود کے حواریوں کے اس نکتہ کو ھبا منثورا کر دیا۔ مرزا محمود کو اس

کے ابا کے فرشتہ ٹیچی ٹیچی نے چپ کا روزہ رکھنے کا پابند کر دیا۔ حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ نے اشتہار شائع کر کے تاریخ مقرر کر دی۔ مرزا محمود نے پولیس کے دروازہ پر ناک رکھ دی۔ پولیس کی طرف سے اشارہ پاکر کہ: ''مولانا کو میدان میں نہیں آنے دیں گے۔'' مرزا محمود مطمئن ہو گیا۔ پنجاب پولیس جو پاؤں کی مٹی کی بو سونگھ کر مراد کو پالیتی ہے کو مولانا چنیوٹیؒ جل دینے میں کامیاب ہو گئے اور مقررہ تاریخ کو میدان مباہلہ میں جادھمکے۔ مرزائیت کے اوسان خطا ہو گئے۔ مولانا چنیوٹیؒ فاتح ربوہ ہو گئے۔ مرزا ناصر، مرزا طاہر اور مرزا مسرور کو ہمیشہ باری باری قادیانی خلیفہ بننے پر مولانا چنیوٹیؒ مباہلہ کے لئے چیلنج دیتے رہے۔ لیکن کسی قادیانی کو مرد میدان بننے کی جرات نہ ہوئی۔ تاہم اتنا ہوا کہ قادیانی جماعت کے دل ودماغ پر مولانا چنیوٹیؒ کی عبقری شخصیت کا بھوت سوار ہو گیا۔ ہر قادیانی باون گزا ہوتا ہے۔ لیکن مولانا کے سامنے وہ بونے نظر آنے لگے۔

حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ کو میدان سیاست میں اترنے کا شوق چرایا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکنوں وعہدیداران کے لئے سیاسی سرگرمیوں کی دستوری پابندی ہے۔ اس لئے مجلس تحفظ ختم نبوت میں نہ کھپ سکے۔ جمعیت علمائے اسلام میں چلے گئے۔ اس کے پلیٹ فارم سے دن رات ایک کر کے قادیانیت کو چرکے لگائے۔ تنظیم اہل سنت، مجاہدین احرار، جمعیت علمائے اسلام کے س گروپ پھر متحدہ مجلس عمل میں بادہ پیائی کی۔ اشاعت التوحید کے سٹیج سے صدائے حق بلند کی مقدر کے دھنی تھے۔ جہاں گئے کامیاب رہے۔ چنیوٹ میں الیکشن سیاست میں حصہ لیا۔ تین بار صوبائی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔ چنیوٹ کی چیئر مینی پر براجمان ہوئے۔ اس میدان کو کامیاب سیاستدان کی طرح فتح کیا۔

حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ نے کئی مختلف کتب ورسائل قادیانیت کے خلاف لکھے۔ فقیر راقم الحروف نے ایک ملاقات میں مولانا لال حسین اخترؒ کے رسائل ''احتساب قادیانیت'' کے نام سے اور حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ شہید اسلام کے ردقادیانیت پر رسائل ''تحفہ قادیانیت'' کے نام سے جمع کرنے کے کام کا تذکرہ کر کے درخواست کی کہ آپ اپنے رسائل کو بھی یکجا کر دیں۔ کرم کیا۔ فقیر کی تجویز سے نہ صرف اتفاق کیا بلکہ عمل کیا کہ ''چودہ میزائل'' کے نام سے چودہ رسائل کتابی شکل میں جمع ہو گئے۔

حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ نے ابتداء میں معین مناظرہ کے طور پر مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ کے ساتھ قادیانیوں کے خلاف مناظرے کئے اور علامہ خالد محمود دامت برکاتہم کے ساتھ معین مناظر کے طور پر افریقہ میں خدمات سرانجام دیں۔ خود بھی کامیاب مناظر تھے۔ اندرون وبیرون ملک کئی مناظروں میں قادیانیوں کو ناکوں چنے چبوائے۔ اس طرح اندرون وبیرون ملک ہزاروں علماء کو ردقادیانیت کے موضوع پر تیاری کرائی۔ پوری دنیا میں ردقادیانیت پر آپ کی خدمات کا ایک زمانہ معترف ہے۔ ان کی للکار حق سے قادیانیت کے بت پر لرزہ

طاری ہو جاتا تھا۔

فقیر راقم الحروف سے ان کا محبت وشفقت کا معاملہ تھا۔ بارہا جماعتی امور پر چشمک ہوئی' سٹیجوں پر ہوئی اور خوب ہوئی۔ لیکن اس کے بعد پہلی ملاقات میں دونوں طرف سے صورت حال کی وضاحت کے بعد دل صاف ہو جاتے۔ الحمدللہ! کبھی تنفر ومعاندانہ معاملہ نہیں ہوا۔ مجھے خوب یاد ہے کہ آج سے لگ بھگ پندرہ سال قبل مرید کے کے قریب ایک ایکسیڈنٹ میں آپ زخمی ہو گئے۔ اس دن عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام حضرت امیر مرکزیہ مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کی زیر صدارت ختم نبوت کانفرنس روزہ ضلع خوشاب میں جمعہ کے بعد فقیر کا عصر تک بیان ہوا۔ دعا کے بعد کی نماز عصر کا نیا وضو بنانے کے لئے فقیر کھڑا تھا۔ ایک دوست نے آ کر بتایا کہ مولانا چنیوٹی" حادثہ کا شکار ہو گئے۔ یہ سنتے ہی فقیر زمین پر بیٹھ گیا۔ حالت دگرگوں ہوگئی۔ اس نے تسلی دی کہ جان بچ گئی۔ وہ لاہور کے ہسپتال میں داخل ہیں۔ اس دن احساس ہوا کہ میرے دل میں حضرت مولانا مرحوم کی کتنی محبت ڈیرہ ڈالے ہوئے ہے۔ چند دن بعد ملاقات کے لئے لاہور ہسپتال گیا۔ میو ہسپتال کے جس کمرہ میں مولانا چنیوٹی علاج کے لئے داخل تھے باہر پیر طریقت مولانا چنیوٹی کا بورڈ لگا ہوا دیکھا۔ معلوم ہوا کہ ابھی شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی" ملاقات کے لئے تشریف لائے تھے اور خلافت سے سرفراز فرما گئے۔ مریدوں نے آنا فانا باہر دروازہ پر خوشخط پیر طریقت لکھوا دیا۔ حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی" سے ملاقات ہوئی۔ بستر پر دراز تھے۔ دونوں باہوں سے گرفت میں لے کر سینہ سے لگایا اور بے ساختہ فرمایا کہ اتنے دنوں سے ملک بھر کے دوست آئے۔ میں آپ کی راہیں دیکھ رہا تھا۔ آپ میرے مشن کے ساتھی ہیں اور پھر بہت دیر تک سینے سے لگائے محبت وشفقت' تعریف وتوصیف سے حوصلہ افزائی فرماتے رہے۔ جسے نقل کرنے سے بھی مجھے شرم آتی ہے۔ ان کی یہ محبت دیکھ کر فقیر نے بتایا کہ آپ کے حادثہ کی خبر سن کر میں بھی دل گرفتہ ہو کر زمین سے لگ گیا تھا۔ اس پر مسکرائے اور فرمایا کہ:

''آگ ہے برابر دونوں طرف لگی ہوئی۔''

حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی" خوبیوں کا مجموعہ تھے۔ لیکن ذاتی طور پر میرے ساتھ جو بیتی ہے وہ یہ کہ:

(الف)...... مولانا صاف دل آدمی تھے۔ کینہ پرور نہ تھے۔

(ب)...... مسئلہ ختم نبوت کی خدمت پر دل وجان سے فداء تھے۔ قادیانیت کے استیصال کے کام کو عبادت سمجھتے تھے۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے پورے ایام میں آپ بیرون ملک عرب ممالک میں کام کرتے رہے۔ تحریک چلی۔ کامیاب ہوئی۔ اس کے بعد لوٹے اور اپنے مشن میں کامیاب لوٹے۔ ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت میں آپ مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے رکن رکین تھے۔ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کے احترام میں کسی سے کم نہ تھے۔ ابھی ''ردقادیانیت کے زریں اصول'' نامی ضخیم کتاب شائع کی تو اس کی دیگر اکابر

کے علاوہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ' حضرت شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی ؒ سے تقریظ لکھوائی۔ مناظر اسلام حضرت مولانا علامہ خالد محمود اور حضرت مولانا زاہد الراشدی سے آپ کی محبت یارانہ سے بڑھ کر محبت برادرانہ ہوگئی تھی۔ حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی ؒ کا وجود اس دور میں غنیمت تھا۔ فقیر نے آئینہ قادیانیت نامی کتاب پر تقریظ کے لئے عرض کیا۔ دوصفحات کی شاندار تقریظ لکھی۔ اپنی تعریف دیکھ کر مارے شرم کے فقیر شائع کرنے کی جرات نہ کرپایا۔ وہ محفوظ ہے۔ تاریخ کا حصہ ہے۔ فقیر نے احتساب قادیانیت کی چوتھی جلد میں حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ کے رسائل کو جمع کیا۔ حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی چونکہ حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ کے شاگرد رشید تھے۔ ان رسائل کو دیکھا تو باغ باغ ہوگئے۔ ملاقات پر فرمایا کہ مکہ مکرمہ' مدینہ طیبہ' حجاز مقدس میں علماء کے سامنے آپ کی اس خدمت کے میں نے قصیدے پڑھے ہیں۔ بہت ہی قدر ومنزلت سے اس کام کو دیکھا۔ پھر ''شان ختم نبوت'' کے نام سے حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ کے اس کتاب سے ایک رسالہ کو خود شائع کرایا تو اس کے مقدمہ میں فقیر کے لئے اتنے خیر کے کلمات کہے۔ پڑھنے سے میرا سر جھک گیا۔ یہاں نقل کرنے کی جسارت نہیں کرسکتا۔

(ج)...... حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ کے ساتھ ایک بار ایک جہاز میں لندن کے سفر کرنے کا اتفاق ہوا۔ فقیر کراچی سے اور مولانا چنیوٹی اسلام آباد سے آئے۔ ایئر پورٹ پر اکٹھے ہوگئے۔ فقیر کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ آپ اس وقت بھی کتاب ہاتھ میں لئے مطالعہ میں مصروف رہے۔ ضروری گفتگو کے بعد مصروف مطالعہ ہوجاتے۔ کوئی جدید نکتہ آجاتا تو پھڑک اٹھتے۔ اس دن ان کے کتاب سے رشتہ کے اہتمام کا اندازہ ہوکر خوشی ہوئی کہ ابھی ایسے لوگ موجود ہیں جو اس عمر میں بھی مطالعہ کے خوگر ہیں۔ حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ اس سفر میں قادیانی گروہ کے بعد اعتراضات کے جواب پوچھتے رہے۔ ان کا مقصود میرا امتحان نہ تھا۔ بلکہ کوئی جدید بات سنتے تو سردھنتے اور اگر جواب میں کوئی جھول دیکھتے تو تصحیح فرماکر مجھے حوصلہ دیتے۔ اسی سفر میں میں نے تازہ حالات حاضرہ کی سی بی سی کی ایک رپورٹ کا خلاصہ عرض کیا۔ جو جعلی عرب کے جگت اور رجالپور کے ٹھینو سرائیکی خالص جاہل ٹھکیوں کے کردار پر مشتمل تھا۔

(د)...... عمر بھر کام' کام اور صرف کام کرتے رہے۔ محنت وکوشش یعنی جہد مسلسل سے ان کی زندگی عبارت تھی۔ جس کام کو شروع کرتے اسے نتیجہ پر پہنچا کر دم لیتے تھے۔

(ھ)...... گفتگو بڑی مربوط کرتے تھے۔ کوئی چیز بیان کرتے۔ اس کی تمام تر جزئیات گفتگو میں سمیٹ دیتے تھے۔

آج سے کچھ عرصہ پہلے اخبار میں پڑھا کہ بیمار ہیں۔ ملاقات کے لئے پرتولے۔ اتنے میں ان کے ادارہ

کے استاذ مولانا مشتاق احمد چنیوٹی ملتان آئے۔ تفصیلات معلوم ہوئیں تو تسلی ہوئی۔ لاہور جانا ہوا۔ حضرت مولانا ب النبی صاحب کے جامعہ میں ختم نبوت کانفرنس میں بیان ختم کر کے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ کسی دوست نے قعہ تھما دیا کہ حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ شریف کمپلیکس رائے ونڈ میں زیر علاج ہیں۔ دعا کردیں۔ دعا ہوئی۔ گلے دن صبح کی نماز کے بعد اپنے شیخ و مرشد حضرت اقدس مولانا سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم کی زیارت و شرف صول دعا کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے جواں سال فاضل مبلغ و عالم دین مولانا عزیز الرحمٰن ثانی کے راہ رائے ونڈ مولانا چنیوٹی کی ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ ہمیشہ کی طرح آپ کے چھوٹے صاحبزادہ مولانا ر عالم چنیوٹی خدمت پر مامور تھے۔ کمرہ میں حاضری ہوئی۔ مولانا چنیوٹی نیم خوابیدہ تھے۔ بدر عالم نے میرے وکنے کے باوجود نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ مولانا چنیوٹی کو جگا دیا۔ نام سن کر مولانا اٹھ بیٹھے۔ گلے سے لگایا۔ بیماری کی فصیلات بلکہ جزئیات تک کو ترتیب سے سنایا۔ فرمایا کہ مولانا محمد الیاس چنیوٹی (مولانا چنیوٹی کے بڑے ماجزادے) حجاز مقدس گئے۔ رابطہ کے حضرات سے ملے۔ ان کی بیماری کی تفصیلات بتائیں۔ انہوں نے اغذات تیار کر کے سعودیہ کے وزیر صحت کو بھجوائیں۔ لیکن مولانا محمد الیاس چنیوٹی ان تک پہنچ نہ پائے۔ یہ کہ وہ یاں محمد شریف و میاں محمد نواز شریف صاحب سے جدہ میں ملے۔ حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ کی بیماری کی بابت ایا۔ انہوں نے رائے ونڈ اپنے ہسپتال میں علاج کے لئے ہدایات جاری کیں۔ حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ ہاں زیر علاج کے لئے تشریف لائے۔ پھر علاج کی تفصیلات بیان کیں۔ حسب عادت فقیر ان سے دلگی کی باتیں کرتا ہا۔ مسکراتے رہے۔ مولانا بدر عالم نے بتایا کہ اتنے دنوں کے بعد مولانا آج صرف آپ کی باتیں سن کر مسکرائے یں۔ پھر قادیانی اوقاف' شناختی کارڈ پر مشاورت جاری رہی۔ اس دوران احتساب قادیانیت کی تیرھویں جلد کے ائع ہونے کی خوشخبری فقیر نے سنائی۔ سنتے ہی آنا فانا دونوں ہاتھوں سے میرے چہرے کو گرفت میں لیا اور پیشانی پر انے دار بوسہ دیا۔ آنسو بھر لائے اور فرمایا کہ آپ نے اکابر امت کے کام کو زندہ جاوید کر دیا ہے۔ ان کی شفقتوں سے مالا مال ہوا۔ اجازت مانگی کہ اس دن اسلام آباد کانفرنس میں شریک ہونا تھا۔ دوسری ملاقات کا طے ہوا کہ ایسی پر رپورٹ پیش کروں گا۔ اجازت ملی۔ طبیعت مطمئن تھی کہ الحمد للہ! علاج سے افاقہ ہے۔ وزن بڑھ رہا ہے۔ ھوک لگ رہی ہے۔ شوگر کنٹرول میں ہے۔ اللہ کا شکر کر کے باہر آئے۔ چند دن بعد چناب نگر مدرسہ ختم نبوت کی تعمیر کے لئے حاضر ہوا۔

۲۷/ جون ۲۰۰۴ء مطابق ۸/ جمادی الاول ۱۴۲۵ھ پونے بارہ بجے کے قریب فون کی گھنٹی بجی۔ ریسور ٹھایا۔ اطلاع ملی کہ حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ اللہ کو پیارے ہو گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون! دل کو یقین نہ آیا۔ ر صحیح ماننے کے لئے طبیعت آمادہ نہ تھی۔ ادھر ادھر فون کئے۔ بالآخر مولانا عبدالوارث چنیوٹی مدظلہ اور مولانا مرحوم

کے گھر سے تصدیق ہوگئی۔ سوائے صبر کے اب چارہ نہ تھا۔ معلوم ہوا کہ گیارہ بج کر دس منٹ پر ان کا وصال ہوا۔ پہلا جنازہ لاہور اور دوسرا چنیوٹ ہوگا۔ اور یہ کہ مولانا نے وصیت کی تھی کہ لاہور کا جنازہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مرکزیہ حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب پڑھائیں اور چنیوٹ کا جنازہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ پڑھائیں۔ دفتر مرکزیہ فون کر کے حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ کو خبر دی۔ آپ نے لاہور' سرگودھا' اسلام آباد میں فون کرنے کی ڈیوٹی لگائی۔ لاہور میں حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ثانی اور قاری حفیظ اللہ اور دوسرے دوست بھاگم بھاگ جامعہ اشرفیہ پہنچے۔ تجہیز و تکفین میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔ لاہور سے ہی مولانا چنیوٹی کے صاحبزادہ مولانا ثناء اللہ چنیوٹی نے موبائل سے مولانا کی وصیت کا تذکرہ کیا۔ فقیر نے بتایا کہ مولانا عبدالوارث چنیوٹی اور محمد الیاس چنیوٹی خانقاہ سراجیہ رابطہ کر رہے ہیں اور فقیر بھی رابطہ کر رہا ہے۔ خانقاہ سراجیہ میں حضرت کی تکلیف کے باعث ڈاکٹروں نے سفر کی اجازت نہ دی۔ البتہ حضرت نے اپنے صاحبزادگان اور خانقاہ کے دوسرے احباب کا بھرپور وفد جنازہ میں شرکت کے لئے روانہ فرمایا۔ ۲۷/ جون کو ہی شام پانچ بجے جامعہ اشرفیہ کے جم غفیر نے حضرت سید نفیس الحسینی مدظلہ کی امامت میں نماز جنازہ پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔ ۲۸ جون کو تقریباً نو بجے صبح اسلامیہ کالج کے پارک میں چنیوٹ کی تاریخ کا مثالی جنازہ ہوا۔ ملک کے طول و عرض سے اسلامیان پاکستان سے جن میں اکثریت علماء اور طلباء کی تھی جنازہ میں شرکت کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ کی قیادت میں حضرت صاحبزادہ طارق محمود' مولانا غلام مصطفیٰ اور مدرسہ ختم نبوت چناب نگر کے اساتذہ اور طالبعلموں اور نمازیوں نے مجلس کی نمائندگی کی۔ ملک بھر کے علماء سے مل کر آنسو بہاتے اور تعزیتیں وصول کرتے رہے۔ رہے نام اللہ کا۔ عاش سعیداً ومات سعیداً!

حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی ”سے یادوں کی مختصر رام کہانی برجستہ لکھ دی ہے۔ تفصیلات آئندہ قلمبند ہوں گی۔ حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی” آپ چلے گئے۔ ہم آج نہیں تو کل آرہے ہیں۔ آپ کے ساتھ جو وقت بیتا۔ وہ لوگوں کو سنا دیا۔ آپ کے بعد جو بیتے گی وہ آکر عالم ارواح میں آپ کو سنائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ابدی راحتیں نصیب کرے۔ آپ کی محنتوں کو اپنی رحمتوں کے صدقہ میں قبول فرمائے۔ آپ کے درجات بلند فرمائے۔ اللہ تعالیٰ بقیہ زندگی میں ہمیں بھی اپنی مرضیات پر عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔ ٹوٹی پھوٹی جو بھی بس میں ہے ختم نبوت کی خدمت سے محروم نہ فرمائے اور خاتمہ ایمان پر فرمائے۔

آمین! بحرمته النبی الکریم خاتم النبیین صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وعلیٰ اله واصحابه واتباعه اجمعین برحمتك یاارحم الراحمین!

مولانا اللہ وسایا

شیخ الحدیث حضرت مولانا نذیر احمد راہی ملک بقاء ہو گئے

پاکستان کے ممتاز عالم دین شیخ الحدیث' بانی جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد کے حضرت مولانا نذیر احمدؒ ۱۴/ جمادی الاول ۱۴۲۵ھ مطابق ۳/ جولائی ۲۰۰۴ء بروز ہفتہ انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! حضرت مولانا نذیر احمدؒ ۱۹۳۱ء روشن والا ضلع فیصل آباد میں پیدا ہوئے۔ آپ ارائیں فیملی کے چشم و چراغ تھے۔ ذہین و روشن دماغ تھے۔ آپ نے جامعہ خیر المدارس ملتان میں تعلیم حاصل کی۔ مولانا عبدالمجید انور' مولانا نذیر احمد اور ان جیسے دیگر طلباء ایک ساتھ پڑھتے تھے۔ خیر المدارس کی تاریخ میں اس جماعت کو ذہین اور ہوشیار شمار کیا گیا۔ چنانچہ جامعہ خیر المدارس کے بانی خیر العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ نے اس کلاس کو مشکوۃ شریف پڑھانے کے لئے فقط ایک سال کے لئے اپنے معتمد شاگرد شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ رائے پوریؒ کو جامعہ رشیدیہ ساہیوال سے جامعہ خیر المدارس ملتان بلوایا۔ مولانا نذیر احمد صاحب وغیرہم نے ان سے مشکوۃ شریف کی بڑے اہتمام کے ساتھ تعلیم حاصل کی۔ دورہ حدیث میں آپ کے اساتذہ میں حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ حضرت محمد شریف کاشمیریؒ ایسے شیوخ حدیث شامل تھے۔

فراغت کے بعد آپ کو آپ کے استاذ مولانا خیر محمد جالندھریؒ نے قاری لطف اللہ شہیدؒ کے قائم کردہ مدرسہ نعمانیہ کمالیہ میں تدریس کے لئے بھیج دیا۔ آپ کی تدریس کا وہاں سے آغاز ہوا۔ جامعہ خیر المدارس کے مہتمم ثانی حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ آپ کو جامعہ خیر المدارس میں تدریس کے لئے بلا لائے۔ بڑے کامیاب محنتی' نامور اساتذہ میں آپ کا شمار ہونے لگا۔ طلباء آپ پر جان چھڑکتے تھے اور تعلیم کے لئے کشاں کشاں آپ کے ہاں آنے لگے۔ کچھ عرصہ بعد حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ اپنے قائم کردہ دارالعلوم پیپلز کالونی فیصل آباد میں استاذ حدیث کے طور پر مولانا نذیر احمدؒ کو لے گئے۔ اس زمانہ میں آپ کی تعلیم کا شہرہ پورے پاکستان کے مدارس تک پھیل گیا تھا۔ ۱۹۸۳ء میں مولانا نذیر احمد صاحبؒ نے جامعہ اسلامیہ امدادیہ کی فیصل آباد میں بنیاد رکھی۔ رکھ رکھاؤ' گفتگو' میل ملاقات' دل موہ لینے والے تعلقات رکھنے میں آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ جامعہ امدادیہ کرایہ کی بلڈنگ سے اپنے خرید کردہ پلاٹ میں منتقل ہوا۔ پورے شہر فیصل آباد میں امدادیہ کی دھاک بیٹھ گئی۔ کچی عمارت سے پکی عمارتوں' متصل کے پلاٹوں کی خریداری و تعمیرات کا لامتناہی سلسلہ شروع ہوا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں کوہ قامت بلڈنگوں نے دوستوں دشمنوں سب کو حیرت میں ڈال دیا۔ ہزارہا طلباء تعلیم حاصل کرنے لگے۔ پورے پنجاب کے معیاری مدارس میں جامعہ امدادیہ نے ظاہری و باطنی تعلیمی و تنظیمی ترقی کا اعلیٰ نمونہ و مثال قائم کر دی۔ ہزاروں طلباء نے آپ سے حدیث شریف کی تعلیم حاصل کی۔ آپ دیوبند کے تھانوی حلقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے شاگردوں کی کھیپ نے ملک کے طول و عرض میں مدارس کا جال بچھا دیا۔ اپنی تعلیمی و تربیتی

اہتمام کے باعث ملک بھر کے علماء' مشائخ' خطباء واساتذہ کے صاحبزادگان کے لئے امدادیہ کا انتخاب سنہری انتخاب شمار ہونے لگا۔ مولانا نذیر احمد صاحبؒ نے ہمارے تھانوی خانوادہ کی قائم کردہ روحانی اصلاحی انجمن صیانۃ المسلمین میں خاص مقام حاصل کیا۔ اس کے نائب صدر منتخب ہوگئے۔ وفاق المدارس کی عاملہ کے رکن رکین تھے۔ قدرت کے کرم سے آپ کی خوبیوں کو وہ رنگ لگا کہ ان کی عزت وشہرت آسمان سے باتیں کرنے لگی۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء!

آپ کے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں سے بھی مثالی تعلقات تھے۔ مدرسہ ختم نبوت چناب نگر مسلم کالونی سالانہ ردقادیانیت کورس کی افتتاحی تقریب کا بیان طے شدہ امر تھا۔ سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں ضرور شریک ہوتے۔ جامعہ امدادیہ کے دروازے مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے انہوں نے وا کردیئے تھے۔ ان کے بزرگانہ محبت بھرے خطوط جو مشوروں اور ناصحانہ امور پر مشتمل ہیں مجلس کے لئے سرمایہ افتخار ہیں۔ قدرت نے آپ کو خوبیوں کا مرقع بنایا تھا۔ آپ کی ذہانت' معاملہ فہمی' مزاج شناسی' ہردلعزیزی کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ جس سے ایک بار ملاقات ہوگی وہ زندگی بھر آپ کے گن گانے لگ جاتا تھا۔ لوگوں کی شادی' غمی' تیمارداری میں برابر شریک رہتے۔ گویا ایک کامیاب زندگی گزارنے کا حق تعالیٰ نے آپ کو سلیقہ نصیب کیا تھا۔ ان کی زندگی کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ آپ جتنی ترقی کرتے گئے حاسدین معاندین کی تعداد میں بھی اضافہ ہوتا گیا۔ ہر جگہ لگائی بجھائی' اکھاڑ پچھاڑ سے عمر بھر واسطہ رہا۔ لیکن وہ سانحات سے نبرد آزما ہوکر کامیاب جرنیل کی طرح فاتح ہوکر نکھر آتے تھے۔ دیکھتی آنکھوں کے سامنے آپ نے ترقی کی وہ منازل طے کیں جنہیں صرف فضل ربی ہی جا سکتا ہے۔ پہلے جواں سال صاحبزادہ کی شہادت نے ان کی صحت پر کاری ضرب لگائی۔ پھر جامعہ امدادیہ کے معاملات کے بوجھ نے ان کی کمر خمیدہ کی۔ آخر دل ہی تھا نہ سنگ وخشت درد سے بھر نہ آتا کیوں؟ کا مصداق ہوگئے۔ دل کے روگ نے ڈیرے ڈال دیئے۔ بیماری اور بوڑھاپے نے اتحاد کرلیا تو آپ کی صحت نے شکست مان لی۔ بستر پر محو آرام ہوگئے۔ علاج معالجہ جاری رہا۔ وقت گزرتا رہا۔ تا آنکہ وقت موعود پورا ہوگیا۔ حضرت مفتی محمد طیب (اور ان کے دوسرے بھائی جن کا مجھے نام یاد نہیں رہا) اس وقت وہ ان کے جانشین اور ان کے ادارہ وقائم کردہ گلشن کے نگہبان ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے صاحبزادگان کی نگہبانی فرمائیں۔

فیصل آباد پیپلز کالونی ڈی گراؤنڈ میں حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ ہزاروں ہزار بندگان خدا نے شرکت کی سعادت حاصل کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ کی قیادت میں مولانا صاحبزادہ طارق محمود' مولانا خدابخش' مولانا محمد زمان مبلغ فیصل آباد پر مشتمل وفد نے جنازہ میں شرکت کرکے مجلس کی نمائندگی کی اور یوں مولانا نذیر احمدؒ کو فیصل آباد کے قبرستان میں رحمت حق کے سپرد کردیا گیا۔ حق تعالیٰ ان سے اپنی شان شان رحمت کا معاملہ فرمائیں۔ ان کی حسنات کو شرف قبولیت نصیب ہو۔ سیئات سے ذات باری تعالیٰ درگزر فرمائیں۔ ان کے جامعہ اور پسماندگان کی حفاظت فرمائیں۔ پسماندگان کو صبر جمیل نصیب ہو۔ بجھا چراغ بڑھی تاریکی۔ کل من علیہا فان ویبقیٰ وجہ ربك ذوالجلال والاکرام!

قسط نمبر2

محمد متین خالد

قادیانی خلیفہ مرزا طاہر کا عبرتناک انجام

اس واقعہ کے تین دن بعد مرزا طاہر کا آپریشن ہوا۔ آپریشن کے دوران مرزا طاہر کو قے آئی جو سانس کی نالی کے راستے پھیپھڑوں میں چلی گئی جس سے سانس لینے میں نہایت دقت اور نمونیہ کی کیفیت پیدا ہوگئی۔ اس کے بعد کئی دن تک مرزا طاہر کو مصنوعی سانس کی مشین پر رکھا گیا۔ اس دوران ڈاکٹروں نے تفصیلی معائنہ کیا اور اس نتیجہ پر پہنچے کہ خون کی نالی کو کھولنے کے لئے آپریشن ضروری ہے۔

چنانچہ 30 اگست 2002ء کو لندن کے وقت کے مطابق شام چھ بجے مرزا طاہر کے پیٹ کا آپریشن ہوا۔ بعد ازاں مختلف ٹیسٹوں سے پتہ چلا کہ فالج کے معمولی حملے سے مرزا طاہر کے دماغ پر اثر ہو رہا ہے۔ لہذا فوری طور پر لندن بلکہ دنیا کے سب سے بڑے نیورو سرجن ڈاکٹر نکلیو سیف سے وقت لیا گیا۔ جس نے مرزا طاہر کے دماغ کا آپریشن کیا۔ یہ آپریشن کامیاب نہ ہو سکا اور مرزا طاہر کی دماغی حالت پہلے سے زیادہ غیر ہوگئی۔ اس کے بعد مرزا طاہر کوئی خطبہ دینے کے لائق نہ رہا۔ اس کے جملہ عوارض کی یلغار نے اسے کیمرے سے دور کر دیا۔ اس دوران جہاں دنیا بھر میں جماعت کو دعاؤں اور صدقوں پر لگا دیا گیا وہیں معروف فلمی گیتوں کی دھنوں میں ایم ٹی اے سے دعائیہ نظموں کو نشر کیا جاتا رہا۔ ان گیتوں میں سے بعض فلمی مجروں کی دھنیں بھی تھیں۔ شاید جماعت اس طرح تبلیغی مجروں کا کوئی سلسلہ متعارف کرانا چاہتی تھی۔

6 اور 7 نومبر 2002ء کی درمیانی رات کو مرزا طاہر کے پیٹ کا ایکسرے اور ٹیسٹ لئے گئے۔ جس سے معلوم ہوا کہ شوگر کی وجہ سے بڑی آنت کا عمل صحیح کام نہیں کر رہا جس کی وجہ سے بار بار پیٹ کی تکلیف بڑھ رہی ہے۔ کمزوری اور نقاہت عروج پر تھی۔ نومبر کا پورا مہینہ مرزا طاہر ایم ٹی اے کی سکرین پر درشن دینے نہیں آ سکا۔ اس دوران جماعت کو جھوٹی تسلیاں دینے کے لئے اعلان کئے جاتے رہے کہ آج حضور نے اپنے دفتر میں تشریف لا کر ڈاک ملاحظہ کی۔ آج چیدہ چیدہ احباب سے ملاقاتیں کیں۔ بہتر ہوتا کہ پانچ منٹ کی ریکارڈنگ کر کے ایم ٹی اے کے ناظرین کو بھی کرسی پر بیٹھے ہوئے حضور کا درشن کرا دیا جاتا اور اس کی آواز سنا دی جاتی۔ تاکہ آنکھوں دیکھی کانوں سنی سے بہتر ہوتی ہے۔

پھر 4 دسمبر 2002ء کو مرزا طاہر کو ایم ٹی اے پر درشن دینے کے لئے لایا گیا۔ یہ اس کا اپنے دفتر میں کام کرنے کا منظر تھا۔ بغور دیکھنے والوں نے دیکھا کہ دو تین بار حضرت صاحب نے کاغذات میں سے بعض کاغذ دیکھ کر ایسے پھینکے جیسے کوئی شرارتی یا بدتمیز بچہ کاغذ پھینکتا ہے یا جیسے کوئی نیم مخبوط الحواس شخص کرتا ہو۔

6دسمبر 2002ء کو مرزا طاہر عید کی نماز پڑھانے آیا۔ اس موقع پر اس کی بہت ساری مخبوط الحواسیوں کے ساتھ اس کا یہ فرمان بھی سننے میں آیا کہ (نعوذ باللہ) آنحضرت ﷺ جمعہ اور عید ایک ساتھ آنے پر عید کی نماز اور جمعہ (ظہر) کی نماز جمع فرمالیا کرتے تھے۔ اس کے ایک دست راست نے صورت حال کو سنبھالنے کے لئے کہا کہ جی ہاں ظہر اور عصر جمع کرلیا کرتے تھے۔ مگر مرزا طاہر اڑ گیا کہ نہیں عید کی نماز اور ظہر کی نماز جمع ہوتی تھی۔ اس سے مرزا طاہر کی ذہنی حالت کا اندازہ لگایا جاسکتا تھا۔

8دسمبر 2002ء کو مرزا طاہر کو لجنہ کے پروگرام ملاقات میں دکھایا گیا۔ دو گھنٹے کی ریکارڈنگ کرکے اس میں سے ساری احتیاطی کانٹ چھانٹ کرکے 20 منٹ کی ریکارڈنگ دکھائی گئی۔ اس میں بھی ذہنی حالت کا یہ عالم تھا کہ ایک خاتون سے کہنے لگے کہ تم ہالینڈ سے کب آئی ہو؟ اس نے بتایا کہ حضور میں تو یہیں کی ہوں۔ پھر ایک خاتون سے کہنے لگے کہ تم کینیڈا سے واپس آگئی؟ اس غریب نے بتایا کہ نہیں جی ابھی میں نے کینیڈا جانا ہے۔

9دسمبر 2002ء کو فرانسیسی دوستوں سے ملاقات کے پروگرام کی ریکارڈنگ پیش کی گئی۔ اس پروگرام کی ایک خصوصیت تو یہ تھی کہ بیشتر قادیانی پاکستانی تھے۔ مگر فرانسیسی میں بات کررہے تھے۔ پھر اس کا اردو ترجمہ کیا جاتا۔ جواب ملتا۔ جواب کا پھر اردو ترجمہ کیا جاتا۔ ایک سوال ہوا کہ کیا مغربی پریس کا جو مسلمانوں کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈہ کرتا رہتا ہے کیا ان کو خدا کی طرف سے سزا ملے گی؟۔ جواب ملا کوئی سزا نہیں ملے گی۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ جزا و سزا کا اختیار مرزا طاہر کے پاس ہے اور دوسرا یہ کہ حضور بڑی حد تک مخبوط الحواس ہو چکے تھے۔

اسی مجلس کے دوران حضرت صاحب فرمانے لگے کہ یہاں بہت گرمی ہے۔ کیا باہر بھی گرمی ہے؟۔ اس پر مرزا طاہر کو بتایا گیا کہ باہر بہت سردی ہے۔ ایک بار پھر مرزا طاہر نے کہا کہ مجھے بہت گرمی لگ رہی ہے۔ اس قسم کی کلاسوں میں مرزا طاہر کو پیش کیا جارہا تھا۔ لیکن کلاسوں میں ہونے والی ان کی بہت ساری خبط الحواسیوں کو حذف کردیا جاتا۔ اس کے باوجود کئی نمونے سکرین پر آہی جاتے۔

مثلاً 14دسمبر 2002ء کو بنگالی ملاقات پروگرام میں ایک بچے نے پوچھا کہ کیا انڈے کے کھانے کا ذکر کسی حدیث یا آیت میں ملتا ہے۔ جواب ملا کہ قرآن میں بیض مکنون کا ذکر آیا ہے۔ جب تک اس کے جواب کا ترجمہ سنایا جاتا رہا۔ اسی دوران آف دی اسکرین رکھ کر مرزا طاہر کو بتایا گیا کہ یہ تو حوروں کے بارے میں آیات ہیں۔

بیماری کے دوران ایک خطبہ میں قادیانیوں کے خطوط کے جواب میں کہا کہ: ''وہ میری بیماری کے بارے میں پریشان نہ ہوں۔ مجھے کسی مشورہ کی ضرورت نہیں۔ بہتر یہی ہے کہ آپ مشورے نہ دیا کریں۔''

پھر اگلے خطبہ میں کہا کہ: ''میں بار بار جماعت کو سمجھاتا ہوں مگر بعض لوگ تو اس طرح گہری اترنے والی نگاہوں سے دیکھ رہے ہوتے ہیں کہ ان نگاہوں سے بھی گھبراہٹ ہوتی ہے۔ وہ چاہتے ہیں کوئی علامت مل جائے جس پہ وہ اپنی ہمدردی کا اظہار کرسکیں اور اگر وہ علامت نہ ملے تو پھر صحت کے متعلق لازماً ذکر شروع کردیتے ہیں۔

بھئی اپنی ملاقات کرو۔ اپنے کام سے کام رکھو۔ اپنی صحت کے متعلق دعا مانگنے کی درخواست بے شک کرو۔ مگر میرے معاملے میں مہربانی فرما کر دخل نہ دیا کرو۔ کیونکہ اس سے مجھے الجھن پیدا ہوتی ہے۔ میری بیماری کو مجھ پر اور میرے خدا پر چھوڑ دیں۔ لیکن میں آپ کو یقین دلا رہا ہوں کہ مجھے کوئی بیماری نہیں ہے۔ میں بالکل ٹھیک ہوں۔''

''ڈاکٹر تو ڈاکٹر اب عطائی ڈاکٹر جن کو انگریزی میں Quack کہا جاتا ہے وہ بھی مشورے دینے لگ گئے ہیں اور جن میں عورتوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ہر عورت ایک نیا نسخہ بھیج رہی ہے۔ یعنی جو عورتیں بھی بھیجتی ہیں اور نئی بیماری تجویز کرتی ہیں۔ ان کو دور بیٹھے نہ میرا حال پتہ نہ ان سے بات کی۔ ان کو نئی بیماری سمجھ آتی ہے۔ وہ کہتی ہیں آپ کو اصل بیماری یہ ہے۔ اس کا اصل علاج یہ ہونا چاہئے۔ جو آپ کے ڈاکٹر صاحب کو سمجھ نہیں آئی۔ دلی میں کوئی مشہور شخص فوت ہوا تو اخبار نویسوں کا جمگھٹ لگ گیا کہ ہمیں بتایا جائے کہ کس بیماری سے فوت ہوا ہے۔ اہل خانہ نے یہ بیان دیا کہ یہی تو مشکل ہے کہ آخری وقت تک بیماری کا پتہ ہی نہیں چلا۔ جو بھی عیادت کے لئے جاتا وہ نئی بیماری تشخیص کرتا تھا اور خواہ مرد ہو خواہ عورت۔ ہر ایک کو ڈاکٹری علم تھا۔ اور وہ ثابت کرتے تھے کہ علاج غلط ہو رہا ہے۔ اصل بیماری اور ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ یہی حال میری بیماری کا ہے۔''

مرزا طاہر کی عبرتناک حالت کے بارے میں مرزا غلام احمد قادیانی کے چند الہامات کا تذکرہ ضروری ہے۔ ان الہامات کے بارے میں حیران کن بات یہ ہے کہ یہ سب انہیں برسوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ جن برسوں میں مرزا طاہر شدید خدائی گرفت میں آیا تھا۔ یعنی 1901ء اور 1902ء میں یہ الہامات ہوئے اور پورے ایک سو سال کے بعد پورے جلالی شان کے ساتھ 2001ء اور 2002ء میں مرزا طاہر پر پورے ہوئے۔ مرزا طاہر کی چار ذلت آمیز شکستوں کو ذہن میں رکھیں۔ (جاری ہے!)

حضرت مولانا قاضی ضیاء الدین کا انتقال

حضرت مولانا قاضی ضیاء الدین ایبٹ آباد ہسپتال میں یکم جون بروز منگل کو انتقال کر گئے۔ حضرت مولانا ضیاء الدین نے ساری زندگی اسلام کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ ختم نبوت کے جانثاروں میں سے تھے۔ آپ کی نماز جنازہ آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا محمد عبداللہ نے پڑھائی۔ مجلس کی طرف سے اسلام آباد کے مبلغ حضرت مولانا مفتی محمود الحسن نے نمائندگی کی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائیں۔

جناب حمید الرحمن پراچہ کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوہاٹ کے خزانچی جناب حمید الرحمن پراچہ کے والد گزشتہ ماہ حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال کر گئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے اسلام آباد کے مبلغ حضرت مولانا مفتی محمود الحسن نے جناب پراچہ صاحب کے گھر جا کر تعزیت کی۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت تمام مرحومین کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں۔ آمین!

جماعتی سرگرمیاں!

ادارہ

ختم نبوت کانفرنسیں... اجتماعات... قراردادیں

چیچہ وطنی (نمائندہ) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چیچہ وطنی کے زیراہتمام نویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس مدینہ مارکیٹ ریلوے روڈ پر حضرت مولانا قاری عبدالجبار کی زیرصدارت منعقد ہوئی۔ کانفرنس سے حضرت مولانا اللہ وسایا' حضرت مولانا محمد احمد لدھیانوی' حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' حضرت مولانا شاہ نواز' حضرت مولانا عبدالحکیم نعمانی' حضرت مولانا محمد ارشاد احمد اور حضرت مولانا حافظ محمد اصغر نے خطاب کیا۔ الحمدللہ! کانفرنس بہت ہی کامیاب رہی۔ قاری محمد زاہد اقبال' حاجی محمد ایوب اور ملک محمد ارشد سمیت تمام رہنماؤں نے بھرپور تعاون کیا۔

کانفرنس میں منظور کی جانے والی قراردادیں

☆...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا یہ عظیم الشان اجتماع حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ کے بہیمانہ قتل کی پرزور مذمت کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ حضرت مفتی صاحبؒ کے قاتلوں کو گرفتار کرکے کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔

☆...... تعلیمی بورڈ کو آغا خان فاؤنڈیشن کی تحویل میں دینے کا فیصلہ فی الفور واپس لیا جائے۔

☆...... یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ حکومت قادیانی اوقاف کو اپنی تحویل میں لے۔ جیسا کہ مسلمانوں اور دوسرے غیر مسلموں کے اوقاف تحویل میں لئے گئے ہیں۔

☆...... شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کا اندراج کیا جائے۔

☆...... یہ اجتماع قانون توہین رسالت اور حدود آرڈیننس کے بارے میں نظر ثانی کے حکومتی بیانات کی شدید مذمت کرتے ہوئے یہ باور کرانا چاہتا ہے کہ اگر قانون توہین رسالت اور اسلامی دفعات کو ختم کیا گیا تو بھرپور تحریک چلائی جائے گی۔

☆...... یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ چک نمبر 30/11/L / چک نمبر 16/11/L / اور چک نمبر 37 قبراں والی میں قادیانی لٹریچر کی تقسیم بند کرائی جائے اور قادیانی عبادت گاہ کو مسجد کی طرز پر بنانے کی روک تھام کی جائے۔

☆...... چناب نگر سمیت پورے ملک میں امتناع قادیانیت آرڈیننس پر عملدرآمد کرایا جائے۔

ماتلی: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ماتلی کے زیر اہتمام ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس سے حضرت مولانا عبدالغفور قاسمی‘ حضرت مولانا اللہ وسایا‘ حضرت مولانا محمد علی صدیقی نے خطاب کیا۔

گوٹھیریالہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوٹھیریالہ کے زیر اہتمام ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس سے مجلس کے مبلغ حضرت مولانا محمد طیب فاروقی اور دیگر علمائے کرام نے خطاب کیا۔

لاہور: بزم حسان کے زیر اہتمام جامعہ اشرفیہ لاہور میں حضرت مولانا عبدالرشید حدوٹی کی زیر صدارت ایک پروگرام منعقد ہوا۔ جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے مبلغ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے عقیدہ ختم نبوت کے موضوع پر خطاب فرمایا۔

اسلام آباد: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد کے زیر اہتمام عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس لال مسجد میں منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد نے فرمائی۔ تلاوت قاری سراج احمد نے کی۔ شاعر ختم نبوت حضرت مولانا قاضی مصباح الاسلام نے نعت پیش کی۔ اسلام آباد کے مبلغ حضرت مولانا مفتی محمود الحسن اور حضرت مولانا محمد ادریس نے سٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیئے۔ کانفرنس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے جنرل سیکرٹری حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری‘ مولانا حافظ حسین احمد‘ حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی‘ حضرت مولانا عبدالرؤف‘ حضرت مولانا بشیر احمد مرکزی مبلغ‘ حضرت مولانا قاری کامران احمد‘ حضرت مولانا ظہور احمد علوی‘ حضرت مولانا اشرف علی‘ حضرت مولانا قاری احسان اللہ فاروقی‘ حضرت مولانا قاضی احسان احمد‘ حضرت مولانا مفتی محمد خالد میر نے خطاب فرمایا۔ حضرت مولانا قاری عبدالوحید نے قرار دادیں پیش کیں۔ حضرت مولانا عبدالعزیز نے میزبانی کے فرائض سرانجام دیئے۔

ٹیکسلا: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ٹیکسلا میں یک روزہ ختم نبوت کانفرنس حضرت مولانا عبدالغفور مدظلہ کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ قاری اسامہ نے تلاوت فرمائی۔ مولانا مصباح الاسلام نے نعت پیش کی۔ کانفرنس سے حضرت مولانا قاری کامران احمد‘ مرکزی مبلغ حضرت مولانا بشیر احمد‘ حضرت مولانا محمد ادریس‘ حضرت مولانا محمد صدیق‘ حضرت مولانا مفتی محمود الحسن مبلغ ختم نبوت‘ حضرت مولانا شبیر احمد‘ حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی‘ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری جنرل حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری‘ حضرت مولانا قاضی احسان احمد اور دیگر حضرات نے خطاب فرمایا۔ جبکہ سٹیج پر حضرت مولانا نور حسین‘ حضرت مولانا صلاح الدین‘ حضرت مولانا رفیق احمد‘ حضرت مولانا نور الحق‘ قاری احسان الحق تشریف فرما تھے۔ کانفرنس رات گئے حضرت مولانا عبدالغفور مدظلہ کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔ بعد ازاں حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی نے جمعہ کا خطاب جامع مسجد فاروق اعظم‘ حضرت مولانا بشیر احمد نے جامع مسجد خلفائے راشدین‘ حضرت مولانا قاری کامران احمد نے جامعہ حقانیہ میں جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب فرمایا۔

گوجر خان: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام گوجر خان میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس

سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری جنرل حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری اور حضرت مولانا مفتی محمود الحسن نے خطاب فرمایا۔ کانفرنس کا اہتمام جناب خالد مبین نے کیا۔

جنڈیکا: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حویلی لکھا کے زیر اہتمام ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس سے حضرت مولانا اللہ وسایا' حضرت مولانا عبدالرزاق' حضرت مولانا ندیم سرور اور دیگر معززین نے خطاب فرمایا۔

حضرت مولانا خدا بخش کا تبلیغی دورہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ حضرت مولانا خدابخش صاحب لاہور اور گوجرانوالہ تشریف لائے۔ لاہور میں مولانا نے جامع مسجد عثمانیہ نادر آباد' جامع مسجد سعدی پارک' جامع مسجد انارکلی اور دیگر مساجد میں ختم نبوت اجتماعات سے خطاب فرمایا۔ بعد ازاں حضرت مولانا خدابخش صاحب گوجرانوالہ تشریف لے گئے۔ گوجرانوالہ میں مولانا نے جامع مسجد ابوبکر ٹاؤن' جامع مسجد عثمانیہ گرجاکھ' جامع مسجد نور سٹلائٹ ٹاؤن' جامع مسجد صدیق رسولپورہ' جامع مسجد کاموکی میں اجتماعات سے خطاب فرمایا۔ ان تمام پروگراموں میں حضرت مولانا فقیر اللہ اختر حضرت مولانا خدابخش شجاع آبادی صاحب کے ساتھ رہے۔

حضرت مولانا بشیر احمد اور حضرت مولانا محمد یوسف کا تبلیغی دورہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ڈیرہ غازی خان کے مبلغ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب نے مرکزی مبلغ حضرت مولانا بشیر احمد صاحب کے ساتھ ڈیرہ غازی خان اور مضافات کے علاقوں کا تبلیغی دورہ کیا اور مختلف مساجد میں ختم نبوت اجتماعات سے خطاب کیا۔

ردقادیانیت کورس...دروس ختم نبوت

شیخوپورہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت شیخوپورہ کے زیر اہتمام پانچ تا سات جمادی الاول کو تین روزہ ردقادیانیت کورس منعقد ہوا۔ جس میں حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے لیکچر دیئے۔ پہلے دو روز قادیانیوں نے بھی خاصی تعداد میں شرکت کی۔ سوال و جواب کی نشست منعقد ہوئی۔ قادیانی اپنے مربیوں سے سوالات لکھوا کر لاتے رہے۔ کورس کا انتظام حضرت مولانا قاری بشیر احمد' میاں صابر حسین' حافظ عبدالرزاق' ماسٹر محمد امین' جامعہ قاسمیہ' جامع مسجد بلال' جامع مسجد توحید کی انتظامیہ نے کیا۔ جبکہ مبلغ ختم نبوت حضرت مولانا عبدالنعیم ہمراہ رہے۔

منڈی بہاؤالدین: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت منڈی بہاؤالدین کے زیر اہتمام دو روزہ دروس ختم نبوت اور ختم نبوت تربیتی کورس کا مختلف مقامات پر اہتمام کیا گیا۔ چنانچہ پندرہ جون کو بعد از نماز ظہر تا عشاء جامع مسجد ختم نبوت کوٹ نواب شاہ میں تربیتی کورس منعقد ہوا۔ جس میں حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' حضرت مولانا محمد طیب فاروقی' حضرت مولانا اکرام اللہ خان کے بیانات ہوئے۔ سولہ جون بعد نماز ظہر واپڈا کالونی میں

قاری محمد عزیز صاحب کے ہاں۔ بعد نماز مغرب مسجد ولی محمد نئی آبادی سکول محلہ۔ جبکہ بعد نماز عشاء جامع مسجد ربانیہ میں حضرت مولانا فہیم احمد صاحب کے ہاں عقیدہ ختم نبوت اور قانون توہین رسالت پر تفصیلی گفتگو ہوئی۔ سترہ جون کو بعد نماز عشاء جامع مسجد چک سجاول میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ تلاوت قاری فیاض احمد نے کی۔ قمر شہزاد فاروقی نے ہدیہ نعت پیش کی۔ حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' حضرت مولانا محمد طیب فاروقی' محمد عمر عثمانی نے علمائے دیوبند اور تحفظ ختم نبوت کے عنوان پر خطاب فرمایا۔ اٹھارہ جون کو جمعۃ المبارک کا خطبہ حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے جامع مسجد چھوکر خورد میں ارشاد فرمایا۔ حضرت مولانا نے چوہدری خلیل احمد کو عظیم الشان کانفرنس منعقد کرنے پر خراج تحسین پیش کیا۔

احتجاج...مذمتی بیانات...قراردادیں

کوئٹہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کی مجلس عاملہ کا اجلاس صوبائی امیر حضرت مولانا عبدالواحد صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں حضرت مولانا قاری محمد عبداللہ منیر' حضرت مولانا قاری عبدالرحیم' حضرت مولانا عبدالعزیز جتوئی' جناب حاجی سید شاہ محمد' چوہدری محمد طفیل' حاجی نعمت اللہ خان' حاجی سراج آغا' حاجی خلیل الرحمٰن' حاجی محمد الیاس' غازی عبدالرحمٰن' حاجی زاہد رفیق' حافظ خادم حسین' غلام یاسین' حاجی محمد بابر اور محمد بھٹی نے شرکت کی۔

لاہور: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام دفتر ختم نبوت میں ایک ہنگامی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں حضرت مولانا سید محبوب شاہ' حضرت مولانا قاری محمد زبیر' حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ثانی' جناب قاری محمد عمر حیات اور دیگر حضرات نے شرکت کی۔

گوجرانوالہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ کے عہدیداروں جناب حافظ بشیر احمد' حضرت مولانا عبدالقدوس' جناب حافظ محمد ثاقب' حضرت مولانا فقیر اللہ اختر' جناب پروفیسر محمد اعظم' جناب پروفیسر محمد انور' جناب حافظ امان اللہ قادری' جناب حافظ محمد الیاس نے صدر کے بیان کی پرزور الفاظ میں مذمت کی۔

اوکاڑہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ایک ہنگامی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں مبلغ ختم نبوت حضرت مولانا عبدالرزاق کے علاوہ ضلعی عہدیداروں نے بھرپور شرکت کی۔ علاوہ ازیں ملک بھر کے تمام شہروں میں اجلاس منعقد ہوئے۔ جس میں حدود آرڈیننس اور قانون توہین رسالت میں ترمیم کے اعلان کی شدید مذمت کی گئی اور حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ اگر آئین میں اسلامی شقوں کو چھیڑا گیا تو بھرپور تحریک چلائی جائے گی۔ آخر میں پورے ملک میں ایک قرارداد منظور کرائی گئی۔

قرارداد مذمت

☆...... توہین رسالت کی سزا قرآن وسنت کے مطابق صرف اور صرف سزائے موت ہے۔ اس

قانون میں کسی کو ترمیم یا نظر ثانی کی اجازت نہ دی جائے۔

☆ ...... حدود آرڈیننس قرآن وسنت کے احکامات کے مطابق ہے۔ اسے معطل یا منسوخ نہیں کرنے دیں گے۔

☆ ...... یہود ونصاریٰ اور قادیانیوں کی ملی بھگت سے تیار کردہ زہر آلود نصاب تعلیم پاکستان میں نہیں پڑھانے دیں گے۔

☆ ...... جہاد کرنے والوں کو دہشت گرد کہنا قرآن وسنت کا انکار ہے۔ لہذا جہاد پر کسی قسم کی پابندی قبول نہیں کریں گے۔

☆ ...... امریکی دباؤ پر ڈاکٹر عبدالقدیر خان اور ان کے رفقاء سائنس دانوں کی تذلیل' ان کو حراست میں رکھنا' ایٹمی پروگرام سے علیحدہ کرنا ملک وملت سے غداری ہے۔

☆ ...... حکومت کی دینی مدارس میں بے جامداخلت اور نصاب تعلیم سے جہاد سے متعلقہ قرآنی آیات کو نکالنا دین اسلام سے بغاوت کے مترادف ہے۔

☆ ...... وانا کے قبائلی علاقوں میں امریکی اور پاکستانی فوج کا مل کر مجاہدین اسلام کا قتل عام قرآن وسنت کے خلاف ہے۔ لہذا مجاہدین کے خلاف فوجی کاروائیاں فوراً بند کی جائیں۔

☆ ...... پاکستان کے تعلیمی' رفاہی اور سماجی اداروں میں شفائیہ دعا کی آڑ میں عیسائیت کی کھلے عام تبلیغ مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی گھناؤنی سازش ہے۔ حکومت فوری طور پر اس کا نوٹس لے۔

☆ ...... پاکستان کے تمام تعلیمی اداروں کے بک بورڈز کا آغا خاں فاؤنڈیشن کے حوالے کرنا نظریہ پاکستان کی مخالفت اور اسلام سے غداری ہے۔ نصاب تعلیم میں توہین رسالت اور توہین شعائر اسلام پر مبنی مواد شامل کرنے کے ذمہ دار افراد کے خلاف توہین رسالت کا مقدمہ درج کیا جائے۔

مبلغین حضرات کے دورے

☆ ...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ حضرت مولانا فقیر اللہ اختر نے سیالکوٹ اور گوجرانوالہ اضلاع کے مختلف علاقوں کا تبلیغی دورہ کیا اور مختلف اجتماعات سے خطاب کیا۔

☆ ...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت منڈی بہاؤالدین کے مبلغ حضرت مولانا محمد طیب فاروقی نے گجرات اور بھمبر کا تبلیغی دورہ کرتے ہوئے مسجد فاروقیہ ڈوگہ' مسجد چھوکر خورد' مسجد اسامہ بن زید' مسجد احمد' مسجد حنفیہ قاسم آباد مسجد مدنی کنجاہ' مسجد مکی پھالیہ' مسجد عثمانیہ آزاد کشمیر میں مختلف اجتماعات سے خطاب کیا۔

☆ ...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ماتلی کے امیر حضرت مولانا محمد رمضان نے ماتلی اور ضلع بدین کے مختلف علاقوں کا تبلیغی دورہ کرتے ہوئے گاؤں ملہن نظامانی' کالرو موری' کبریا مسجد ماتلی اور دیگر مساجد میں عقیدہ ختم نبوت کے موضوع پر لوگوں سے خطاب فرمایا' آخر میں حضرت مولانا محمد رمضان نے جناب اعجاز احمد خار

نگھانوی صاحب کے ہمراہ علاقہ بھر کے لوگوں سے شیزان کے بائیکاٹ کا وعدہ لیا۔

قادیانی شرانگیزیاں...حکومت سے مطالبات

گوٹیریالہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت منڈی بہاؤالدین کے مبلغ حضرت مولانا محمد طیب فاروقی جامع مسجد گوٹیریالہ میں ایک اجتماع سے خطاب کر رہے تھے کہ ایک قادیانی غنڈہ نصیر نامی شخص دوران تقریر حضرت مولانا محمد طیب فاروقی کو گالیاں دیتا ہوا مسجد کے دروازہ تک جا پہنچا۔ جسے لوگوں نے پکڑ کر باہر نکالا۔

ننکانہ: گورنمنٹ گورونانک ڈگری کالج میں دو ایسی ٹیچر پڑھاتی ہیں جو کہ قادیانی مذہب سے تعلق رکھتی ہیں۔ مذکورہ ٹیچر ہاسٹل میں رہتی ہیں۔ قادیانی ٹیچر ہاسٹل میں رہنے والی مسلمان طالبات کو اپنے ساتھ لے کر ایک قادیانی مبلغ کے گھر ڈش انٹینا پر اپنے نام نہاد خلیفہ کا خطبہ جمعہ سنواتی ہیں۔ انہیں قادیانی کتب دیتی ہیں اور قادیانی مذہب کی تبلیغ کرتی ہیں۔ حکومت پنجاب سے ہمارا مطالبہ ہے کہ فوری طور پر ان متذکرہ قادیانی ٹیچرز کو کالج سے نکال باہر کیا جائے اور کسی قادیانی ٹیچر کو اس شعبہ میں بھرتی نہ کیا جائے۔ حکومت پنجاب اس معاملے کو اپنے کنٹرول میں لے۔ تاکہ عوام کے ملوث ہونے کی نوبت نہ آئے۔ اگر براہ راست عوام ملوث ہوگی تو لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ پیدا ہوگا۔

مناظرہ...قادیانی مربیوں کو شکست فاش

گنگاپور: اوکاڑہ کے نواحی چک 591 گ/ب/گنگاپور میں خالد محمود نو جوان قادیانیوں کے ہتھے چڑھ گیا اور قادیانیت قبول کر لی۔ خالد کے رشتہ داروں نے اوکاڑہ کی مکی مسجد کے خطیب حضرت مولانا قاری محمد اعظم سے رابطہ کیا۔ جنہوں نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اوکاڑہ کے مبلغ حضرت مولانا عبدالرزاق کو صورت حال سے آگاہ کیا۔ حضرت مولانا عبدالرزاق، مرکزی مبلغ حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کو ساتھ لے کر مذکورہ چک میں قادیانیوں کے ساتھ مناظرہ کے لئے گئے۔ ظہر تا عصر قادیانی مربیوں لقمان اور مبشر سے گفتگو ہوتی رہی۔ دونوں مربی حوالہ جات میں لاجواب ہو گئے تو خالد محمود نے مجمع میں اعلان کیا کہ قادیانی لاجواب ہو گئے ہیں۔ لہٰذا میں قادیانیت سے تائب ہونے کا اعلان کرتا ہوں۔ یوں قادیانی مناظرہ میں شکست کھا گئے۔

منڈی بہاؤالدین: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت منڈی بہاؤالدین کے مبلغ حضرت مولانا محمد طیب فاروقی کے پاس چک نمبر 26 کے محترم جناب امان اللہ صاحب اور جناب جاوید صاحب تشریف لائے اور انہیں بتایا کہ ریاض نامی قادیانی نے ہمیں مرزائیت پر گفتگو کے لئے چیلنج دیا ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا محمد طیب فاروقی تشریف لے گئے۔ جناب جاوید صاحب کی بیٹھک میں جب قادیانی سے گفتگو شروع کی تو قادیانی ادھر ادھر کی کرنے لگا۔ حضرت مولانا فاروقی نے خوب گرفت میں لیا۔ قادیانی مربی ٹپٹانے لگا۔ لوگ کھڑے ہو گئے کہ اب بھاگتے کیوں ہو۔ جواب کیوں نہیں دیتے۔ لیکن قادیانی مربی اپنی ابا کی طرح جان چھڑا کر بھاگ گیا۔ لوگوں نے جوش سے نعرے لگائے۔ اس طرح قادیانی شکست سے دوچار ہو گئے۔ اس مناظرہ کے انعقاد میں جناب قاری

عبدالواحد‘ جناب صوفی ارشاد‘ جناب ماسٹر جاوید‘ جناب ماسٹر افضال‘ جناب رانا امان اللہ نائب ناظم فقیریاں صدیقی صاحب اور جناب حافظ محمد راشد صاحب کی خدمات قابل تحسین ہیں۔

تعزیتی اجلاس...قرآن خوانی...دعائے مغفرت

اوکاڑہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اوکاڑہ کے مبلغ حضرت مولانا عبدالرزاق مجاہد کی زیر صدارت تعزیتی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں جناب قاری محمد الیاس‘ جناب قاری مشتاق احمد‘ جناب قاری حبیب اللہ‘ حضرت مولانا سید زہر شاہ‘ جناب حافظ محمد رفیق‘ حضرت مولانا غلام محمد‘ حضرت مولانا عبدالواحد‘ حضرت مولانا عبدالمنان‘ حضرت مولانا عبدالشکور‘ حضرت مولانا محمد قاسم‘ حضرت مولانا مفتی غلام مصطفیٰ‘ حضرت مولانا عبداللہ اور حضرت مولانا کفایت اللہ نے شرکت کی۔

لاہور: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں کا اجلاس حضرت مولانا عبدالرحمٰن کی صدارت میں مرکز ختم نبوت مسلم ٹاؤن میں منعقد ہوا۔ جس میں حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ثانی‘ حضرت مولانا سید محبوب شاہ‘ حضرت مولانا مشتاق احمد‘ حضرت مولانا عبدالغفار‘ جناب قاری زبیر احمد اور جناب قاری محمد علی نے شرکت کی۔ جبکہ مہمان خصوصی حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی تھے۔

حافظ آباد: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ایک تعزیتی اجلاس منعقد ہوا جس کی صدارت حضرت مولانا حافظ عبدالوہاب نے کی۔ اجلاس میں کارکنوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔

لیہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لیہ کا ہنگامی اجلاس حضرت مولانا محمد حسین کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں کارکنوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ حضرت مولانا عبدالستار حیدری نے خطاب کیا۔

گوجرانوالہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ میں ایک تعزیتی اجلاس منعقد ہوا جس میں حضرت مولانا خدا بخش‘ حضرت مولانا فقیر اللہ اختر‘ جناب شیخ بشیر احمد‘ جناب عثمان عمر ہاشمی‘ جناب قاری محمد یوسف عثمانی‘ حضرت مولانا عبدالقدوس‘ جناب حافظ احسان الواحد‘ جناب پروفیسر محمد اعظم‘ جناب پروفیسر محمد انور‘ جناب سید احمد حسین زید‘ جناب طارق محمود ثاقب‘ جناب حافظ محمد ثاقب‘ جناب محمد اسماعیل چوہدری‘ جناب عبدالغفور‘ جناب حافظ محمد معاویہ‘ جناب محمد امان اللہ قادری اور جناب حافظ محمد الیاس نے شرکت کی۔

اسی طرح اسلام آباد‘ راولپنڈی‘ ٹیکسلا‘ مانسہرہ‘ پشاور‘ کوئٹہ‘ کراچی‘ حیدرآباد‘ ٹنڈو آدم‘ پنوعاقل‘ سکھر‘ رحیم یار خان‘ بہاول پور‘ بہاول نگر‘ ڈیرہ غازی خان‘ ڈیرہ اسماعیل خان سمیت کئی ایک شہروں میں بھی اجلاس منعقد ہوئے۔

ان تمام اجلاسوں میں حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ اور حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحبؒ کے لئے قرآن خوانی اور دعائے مغفرت کی گئی۔ آخر میں حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ کے بہیمانہ قتل پر غم وغصہ کا اظہار کیا گیا اور حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ حضرت مفتی صاحبؒ کے قاتلوں کو فی الفور گرفتار کر کے کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔

قرآن مجید کا غلط ترجمہ چھاپنے پر احتجاج

ڈیرہ اسماعیل خان میں قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں اور اسلام دشمن سرگرمیوں کے خلاف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ڈیرہ اسماعیل خان کے امیر جناب محمد ریاض الحسن گنگوہی' ناظم اعلیٰ جناب حافظ محمد طارق' ناظم تبلیغ حضرت مولانا قاضی عبدالحلیم' جناب قاری محمد خالد گنگوہی' حضرت مولانا رمضان ثاقب اور جناب محمد الیاس مجاہد کے علاوہ جماعت کے دیگر رفقاء شب و روز شیخ الحدیث حضرت مولانا علاؤالدین مدظلہ کی زیر سرپرستی جدوجہد میں مصروف عمل ہیں۔ گذشتہ کچھ ماہ قبل قادیانی سلمان داؤد نے زہریلا لٹریچر تقسیم کر کے قادیانیت کی تبلیغ کی اور نماز کی امامت بھی کرائی۔ جس پر مسلمانوں میں شدید اشتعال پیدا ہوا اور ملزم سلیمان داؤد گرفتار ہوا اور لٹریچر بھی ضبط کیا گیا۔ یوں نوجوان مسلمان قادیانیت کے دجل وفریب سے محفوظ رہے۔ مقدمہ اب بھی عدالت میں زیر ساعت ہے اور مجلس بھرپور انداز میں پیروی کر رہی ہے۔

اب قادیانیوں نے تبلیغ کا نیا انداز اختیار کرتے ہوئے خفیہ طریقے سے قرآن مجید کا سرائیکی ترجمہ مسلمانوں میں پھیلانے کی سازش کی ہے۔ سرائیکی بلیٹ میں پسماندہ اور مفلوک الحال مسلمانوں کو لالچ اور چمک کے ذریعے قادیانی بنانے کے مشن پر خفیہ طریقے سے کام کیا جا رہا ہے۔ سرائیکی ترجمہ کرنے والے مترجمین سرائیکی بلیٹ ہی سے تعلق رکھنے والے قادیانی خان محمد لسکانی بلوچ' مولوی فاضل' رفیق احمد نعیم لسکانی بلوچ' ایم اے عربی اسلامیات ہیں۔ جنہوں نے مرزا طاہر کی خصوصی ہدایت پر ترجمہ کیا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد باطلہ کی بنیاد پر عقیدہ ختم نبوت اور اسلامی تعلیمات' جہاد وغیرہ پر غلط انداز سے ترجمہ کر کے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی گھناؤنی کوشش کی ہے۔ مملکت خداداد پاکستان کے آئین کے مطابق قادیانی غیر مسلم اقلیت ہیں اور وہ اسلامی شعائر قرآن' مسجد' نماز' منبر ومحراب' اذان وغیرہ کا استعمال نہیں کر سکتے ہیں۔ اور نہ ہی اسلامی اصطلاحات کا استعمال کرنے کے حق دار ہیں۔ اس کی روک اور انسداد کے لئے قوانین اور دفعات بھی موجود ہیں۔ لیکن اس کے باوجود قادیانی بڑی ڈھٹائی سے آئین سے بغاوت کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ کھل کر آئین کو تسلیم کرنے سے انحراف کر رہے ہیں۔ لیکن نہ قانون حرکت میں آتا ہے اور نہ ہی قابل اعتراض لٹریچر ومواد ضبط کیا جاتا ہے۔ برطانیہ میں اسلام کے نام سے اپنا مرکز قائم کر کے اسی ایڈریس کے حوالہ سے لٹریچر پاکستان میں چھپ کر تقسیم ہو رہا ہے۔ لیکن کوئی اقدام نہیں اٹھایا جا رہا ہے۔ بلکہ الٹا طے شدہ امور کو چھیڑنے اور ترمیم کرنے کے ہماری حکومت کوشاں نظر آ رہی ہے کہ قانون توہین رسالت میں حدود آرڈیننس میں ترمیم لائے جائے اور اپنے بیرونی دباؤ کو کم کر کے خوشنودی حاصل کی جائے۔ مسلمانان پاکستان قانون توہین رسالت میں ترمیم کو قطعاً برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ اسی میں ہے کہ وہ آئین پاکستان کو تسلیم کرتے ہوئے اس کا احترام کریں۔

ڈیرہ اسماعیل خان اور پھر سرائیکی بلیٹ میں قادیانیوں کی مذموم سرگرمیاں سوالیہ نشان ہیں؟۔ سرائیکی

ترجمہ قرآن مجید کی سرائیکی بلیٹ میں تقسیم کے خلاف ڈیرہ اسماعیل خان میں شدید اشتعال پایا جاتا ہے۔ علمائے کرام حضرت مولانا قاری محمد انور‘ حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ‘ حضرت مولانا علاؤ الدین‘ حافظ حماد اللہ‘ خلیفہ عبدالقیوم مجلس احرار کے جناب غلام حسین‘ جناب حاجی صلاح الدین‘ مرکزی انجمن تاجران کے صدر جناب راجہ اختر علی‘ جناب سہیل احمد اعظمی‘ تحریک جعفریہ کے جناب رمضان توقیر‘ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں نے بھرپور انداز میں احتجاج اور قرارداد مذمت پیش کی ہے اور جمعۃ المبارک کے اجتماعات میں حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ تمام قابل اعتراض‘ خلاف اسلام مواد قادیانی چھاپ کر ملک میں پھیلا رہے ہیں۔ اشتعال کا باعث ہیں۔ اسے فوری طور پر ضبط کیا جائے اور سرائیکی ترجمہ قرآن کی تمام کاپیوں کو بھی ضبط کیا جائے۔ نیز چناب نگر میں قائم پریس پر کڑی نظر رکھی جائے اور ترجمہ کرنے والے خان محمد لسکانی اور رفیق احمد نعیم لسکانی کے خلاف قانونی کاروائی کرتے ہوئے گرفتاری عمل میں لائی جائے۔ انہوں نے حکومت کو متنبہ کیا کہ اعلیٰ عہدوں پر براجمان قادیانی ملک کے حساس معاملات کو نقصان پہنچانے کے درپے ہیں۔ ان سے ہوشیار ہوکر ملکی دفاع کو مضبوط بنایا جاسکتا ہے۔ کیونکہ یہ ملک اور اسلام کے غدار ہیں۔ انہیں کلیدی عہدوں سے فوری طور پر برطرف کیا جائے۔

ضلع میرپور میں بدامنی پھیلانے کی قادیانی سازش

ضلع میرپور خاص کے اہم شہروں جھڈو اور میرپور خاص میں قادیانیوں نے عبادت خانے تعمیر کرنے کوشش کی۔ اس قسم کا پہلا واقعہ جھڈو کی اصغر کالونی میں پیش آیا۔ جہاں پر ایک پلاٹ پر ابتدائی کام بھی مکمل کرلیا گیا۔ علاقے کے مسلمانوں نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی رہنماؤں سے رابطہ کر کے قادیانیوں کی سرگرمیوں کے متعلق اپنی تشویش ظاہر کی۔ جس پر مقامی یونٹ کے عہدیداروں جناب علی اصغر آرائیں‘ جناب عمران راجپوت‘ جناب محمد اسلم اور دیگر احباب نے حضرت مولانا محمد علی صدیقی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میرپور کے ہمراہ جھڈو پولیس اسٹیشن پر ٹی پی او غلام حسین بھٹی اور غلام نبی شر سے ملاقات میں قادیانیوں کی اشتعال انگیز کاروائی رکوانے کے لئے درخواست کی۔ جھڈو پولیس نے فوری کاروائی کرتے ہوئے قادیانیوں کی شرانگیزی پر وارننگ دی اور پابند کیا کہ بغیر اجازت مذکورہ پلاٹ پر قادیانی عبادت گاہ تعمیر نہ کی جائے۔

دوسرا واقعہ میرپور خاص سٹلائٹ ٹاؤن سکیم نمبر 2 میں پیش آیا۔ یہاں پر بھی قادیانیوں نے عبادت خانہ کی تعمیر شروع کردی۔ جس سے علاقے میں مذہبی تصادم کی فضا پیدا ہوگئی۔ لیکن عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں حضرت مولانا حفیظ الرحمٰن‘ حضرت مولانا محمد علی صدیقی اور مقامی مسلمانوں کی اپیل پر پولیس نے ایکشن لیتے ہوئے ایس پی میرپور اور آفیسر پولیس اسٹیشن سٹلائٹ ٹاؤن کے روبرو متعلقہ قادیانیوں کو حاضر کیا جس پر قادیانیوں نے تحریراً لکھ کردیا کہ آئندہ مذکورہ جگہ پر کوئی عمارت تعمیر نہیں کریں گے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں نے وزیراعلیٰ سندھ اور ضلع میرپور کے ڈی پی او سے مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کی شرانگیزیوں پر کڑی نظر رکھی جائے۔

قبول اسلام!

ادارہ

اوکاڑہ میں آٹھ قادیانیوں کا قبول اسلام

گذشتہ دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اوکاڑہ کے مبلغ حضرت مولانا عبدالرزاق مجاہد اور اکابرین ختم نبوت اور حضرت مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی کی محنتوں سے قادیانی گھرانے کے آٹھ افراد نے جامعہ مدنیہ اوکاڑہ کے علماء کرام کی موجودگی میں حضرت مولانا سید امیر حسین شاہ گیلانی کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا۔ تفصیلات کے مطابق میاں کالونی اوکاڑہ کے رہائشی قادیانی گھرانہ کے خوشی محمد' بشریٰ زوجہ خوشی محمد اور ان کے تین بیٹے اور دو بیٹیوں عبدالرزاق' آفتاب احمد' ندیم احمد' یاسمین اختر' منورہ بیگم نے جامعہ مدنیہ جی ٹی روڈ اوکاڑہ میں علمائے کرام کی کثیر تعداد اور معزز شخصیات کی موجودگی میں قادیانیت سے تائب ہوکر اسلام قبول کرلیا۔ جامعہ اشرفیہ رحمان کالونی کے مہتمم حضرت مولانا عبدالاحد نے ان تمام افراد کو کلمہ طیبہ پڑھایا۔

اسی طرح کوٹ فاضل اوکاڑہ کے اعجاز احمد ولد غلام محمد کبوہ نے بھی مفتی غلام مصطفیٰ صاحب کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا۔ ان افراد کے مسلمان کرنے پر جناب قاری محمد افضل خطیب ممتاز مسجد اور حضرت مولانا عبدالرزاق مجاہد مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت' حضرت مولانا قاری محمد الیاس' حضرت مولانا قاری غلام محمود انور' جناب قاری شفیق اور جناب محمد سلیم صدیقی اور دیگر کئی ایک احباب مبارک باد کے مستحق ہیں۔ جن کی محنت سے اللہ رب العزت نے انہیں کفر سے نجات دلا دی۔ بعد میں شرکائے اجلاس نے تمام افراد کے لئے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان تمام افراد کو اسلام پر ثابت قدم رہنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

ٹنڈو محمد خان کے دس قادیانیوں کا قبول اسلام

ٹنڈو محمد خان کے گاؤں محبت خان بھری گڑی کی جامع مسجد میں نوکوٹ کے دس افراد نے مبلغ اسلام جناب سید میرل شاہ بخاری کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ پورے گاؤں میں خوشی کا سماں تھا' مسلمان ہونے والے افراد کو مبارک باد دی گئی۔ تفصیلات کے مطابق گزشتہ رات ٹنڈو محمد خان کے گاؤں محبت بھری گڑی میں نوکوٹ کے دس افراد نے مبلغ اسلام مدرسہ غوثیہ کے انچارج جناب سید میرل علی شاہ بخاری کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا جن کے نام علی اصغر' علی اکبر' احسان علی' سلمیٰ' نجمہ' محمد علی' آمنہ' رحیماں' نسرین' آمنہ رکھے گئے ہیں۔ مسلمان ہونے والے تمام افراد قادیانی تھے۔ اللہ رب العزت ان تمام حضرات کو دین پر استقامت نصیب فرمائیں۔ آمین!

مسلمانوں کے قبرستان سے قادیانی مردہ نکال دیا گیا

شوکت آباد کالونی نزد ہیڈ بلو کی ضلع شیخوپورہ میں حضرت مولانا غلام حسین صاحب مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جھنگ جمعہ پڑھانے کے لئے تشریف لے گئے۔ اس سے ایک روز قبل قادیانی نصیر احمد مرا تھا۔ قادیانیوں نے اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دیا۔ حضرت مولانا کو معلوم ہوا تو جمعہ پر احتجاج کیا کہ شرعاً و قانوناً کوئی غیر مسلم مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں ہو سکتا۔ حضرت مولانا غلام حسین صاحب نے فون کر کے حضرت مولانا محمد زمان صاحب مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد کو بھی شوکت آباد کالونی بلا لیا۔ ان حضرات نے مسلمانوں سے عہد و پیماں لیا کہ وہ تمام تر مصلحتوں سے بالا طاق ہو کر حق اسلام کی ترویج کا ساتھ دیں گے۔ چنانچہ قادیانیوں کو مہلت دی گئی کہ جمعہ' ہفتہ اور اتوار تین دن میں اپنے مردہ کو نکال باہر کریں۔ ورنہ ہم قانون نافذ کرنے والے سرکاری اداروں سے ایسا کرانے پر مجبور ہوں گے۔ قادیانیوں نے یہ سنا تو پولیس کے پاس گئے۔ پولیس نے قادیانیوں کا ساتھ دینے کے لئے گاؤں میں آ کر مسلمانوں کو امن و امان' امن و سلامتی کا وعظ کر کے دستخط کرانے چاہے کہ ہمیں قادیانی مردہ کے مسلم قبرستان کی تدفین پر کوئی اعتراض نہیں۔ مسلمانوں نے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے علماء آئے تھے۔ ہم ان سے پوچھے بغیر کوئی تحریر دینے کے لئے تیار نہیں۔ دونوں ختم نبوت کے مبلغین حضرات فیصل آباد آئے۔ حضرت مولانا فقیر محمد صاحب سے رابطہ کیا۔ انہوں نے ایس پی شیخوپورہ سے رابطہ کیا۔ چنانچہ 28 جون بروز پیر لاہور سے حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ثانی' مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد اشرف طاہر صاحب' مجاہد فی سبیل اللہ حضرت مولانا عبدالغفار قاسمی صاحب شوکت آباد کالونی سے جناب رانا قربان علی نمبردار' جناب رانا محمد اقبال' حضرت مولانا محمد نعیم اور دیگر رفقاء کے ہمراہ وفد ڈی ایس پی شیخوپورہ سے ملا۔ انہوں نے تمام تر حالات سن کر ننکانہ پولیس کو کہا کہ معاملہ کی نزاکت کو پہچانو۔ اگر مقامی راضی ہیں تو علماء کو مطمئن کرو۔ اگر مقامی مسلمان راضی نہیں تو قادیانی مردہ کو قانون پر عمل درآمد کر کے مسلمانوں کے قبرستان سے نکالو۔ چنانچہ علماء کرام کا یہ وفد متعلقہ تھانہ مانگٹانوالہ گیا۔ انہوں نے کہا کہ مقامی مسلمانوں کو کوئی اعتراض نہیں۔ علمائے کرام نے کہا کہ مقامی مسلمانوں کی کوئی تحریر یا معاہدہ دکھاؤ۔ پولیس کے پاس کچھ نہ تھا۔ وہ قادیانیوں کی پاسداری اور ناز برداری کرنے پر تلی ہوئی تھی۔ چنانچہ مقامی علمائے کرام اور معززین علاقہ نے پولیس سے مطالبہ کیا کہ شام چھ بجے تک قادیانی مردہ کو نکال باہر کیا جائے۔ پولیس نے قادیانیوں سے کہا کہ اب خیر اسی میں ہے کہ تم اپنے مردہ کو خود نکال لو۔ ورنہ بے آبرو بھی ہو گے اور مردہ بھی نکلے گا۔ اللہ تعالیٰ نے کرم کیا۔ قادیانیوں نے شام چھ بجے سے قبل 28 جون کو مردہ نکال کر اپنی زمین میں جا کر دفن کیا۔ مسلمانوں کے قبرستان کا وقار محفوظ ہوا۔ فلحمدللہ اولاً و آخراً!

گلشن دیوبند کا عندلیب خوش نوا

حضرت مولانا محمد اجملؒ خاں

حضرت مولانا مجاہد الحسینی

اللہ کے آخری نبی و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان و خطاب کی سحر آفرینی اور شعر کی حکمت و دانائی کے اعتراف میں نہایت بلیغ ارشاد فرمایا ہے۔ بیان و خطاب کی سحر طرازی میں اردو اور پنجابی زبان کے خطیب اعظم امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ ایک منفرد اور یگانہ روزگار شخصیت تھے۔ ان سے اکتساب فیض کرنیوالی شخصیات میں سے مولانا گل شیر خان، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی، مولانا محمد علی جالندھری، مولانا عبدالرحمن میانوی، مولانا سید ابوذر بخاری، مولانا دوست محمد قریشی، مولانا عبدالشکور دین پوری اور مولانا محمد اجمل خاں کے نام خصوصاً قابل ذکر ہیں۔

مولانا محمد اجمل خاں سے میری پہلی ملاقات ۱۹۵۰۔۵۱ء میں ان دنوں ہوئی جب آغا شورش کاشمیری اور مفکر احرار چودھری افضل حقؒ کے عزیز چودھری ظہور الحق کے بعد روزنامہ آزاد لاہور کی ادارت حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے حکم سے میرے سپرد ہوئی تو اخبار کے ابتدائی مرحلے میں لاہور کے ایک فعال احرار کارکن حاجی برکت علی کے ہمراہ ایک خوبصورت شخصیت تشریف لائی۔ گورا رنگ، مسنون کالی داڑھی سے مزین چہرے اور چمکتی ہوئی کھلی آنکھوں میں بلا کی کشش تھی۔ حاجی برکت علی نے مولانا کا تعارف کرایا، پھر انکی گفتگو کی مٹھاس کلام کی شیرینی اور بذلہ سنجی سے مجلس زعفران زار بن گئی۔ ان سے یہ ملاقات گہری اخوت و محبت کا آئینہ دار تھی۔ روزنامہ آزاد کی اشاعت کا آغاز ہوا تو مولانا محمد اجمل خاں نے نہ صرف اپنے مفید مشوروں سے نوازا بلکہ اسکی توسیع اشاعت میں بھی گہری دلچسپی کا مظاہرہ کیا تھا۔ عقیدۂ ختم نبوت کی تعلیم و تبلیغ کے سلسلے میں انکی خدمات لائق صد تحسین ہیں۔ یہ تحریک ختم نبوت کے ابتدائی ایام تھے، رفتہ رفتہ تحریک ہمہ گیر ہوتی گئی۔ مختلف مکاتب فکر کے علماء وحدت فکر و عمل کے جذبے کے ساتھ سرگرم ہوگئے، تا آنکہ ۲۸ فروری ۱۹۵۳ء کو آل مسلم پارٹیز کنونشن کی مرکزی مجلس عمل کے رہنما مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری خطیب جامع مسجد وزیر خاں لاہور اور صدر مجلس عمل، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری قائد تحریک ختم نبوت، مولانا عبدالحامد بدایونی صدر جمعیۃ علماء پاکستان کراچی، ماسٹر تاج الدین انصاری صدر مجلس احرار اسلام پاکستان، صاحبزادہ سید فیض الحسن سجادہ نشین آلو مہار شریف، مولانا لال حسین اختر صدر مبلغ مجلس ختم نبوت، علامہ مظفر علی شمسی سیکرٹری مجلس تحفظ حقوق شیعہ پاکستان اور دیگر رہنماؤں کو کراچی میں گرفتار کرلیا گیا اور پنجاب

میں مولانا ظفر علی خان کے روزنامہ زمیندار اور تحریک ختم نبوت کے ترجمان روزنامہ آزاد کی اشاعت جبراً ایک ایک سال کیلئے بند کردی گئی تھی اور ان کے ایڈیٹروں مولانا اختر علی خاں اور راقم الحروف کو بھی ایک ایک سال کیلئے پس دیوار زنداں کردیا گیا تھا اور لاہور کے علاوہ پورے ملک میں تحریک خوب زور پکڑ گئی تھی پھر شیخ التفسیر مولانا احمد علی امیر انجمن خدام الدین لاہور، مولانا محمد علی جالندھری، مولانا محمد حیات فاتح قادیاں، مولانا عبدالرحمٰن میانوی کے ساتھ بہت سی نامور شخصیات کو بھی گرفتار کرلیا گیا۔ ان میں مولانا محمد اجمل خاں بھی قید وبند کی صعوبتوں میں جکڑے گئے تھے۔ اس تحریک کے دوران مولانا محمد اجمل خاں کے جوہر خطابت خوب آشکار ہوئے تھے، آپ کی شخصیت علماء کرام کے علاوہ علمی وادبی حلقوں میں بھی نہایت محترم اور مقبول تھی۔ عبدالکریم روڈ پر ٹیلیویژن سٹیشن لاہور سے متصل گراؤنڈ میں عیدین کے موقع پر بادشاہی مسجد کے بعد بڑا اجتماع مولانا محمد اجمل خاں کے سامعین کا ہوتا تھا۔

تحریک ختم نبوت کے بعد غالباً ۱۹۵۶ء میں شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری کی زیر امارت اور مولانا غلام غوث ہزاروی کی زیر نظامت جب جمعیۃ علماء اسلام کا قیام عمل میں آیا تو پنجاب میں مولانا عبیداللہ انور امیر اور مولانا اجمل خاں اس کے ناظم اعلیٰ مقرر کیے گئے تھے چنانچہ جمعیۃ علماء اسلام کی مقبولیت اور ہمہ گیری میں مولانا محمد اجمل خاں کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ خطابت کے علاوہ مولانا محمد اجمل خاں کا علمی وادبی ذوق بھی خوبیوں اور محاسن کا آئینہ دار تھا۔ انہوں نے آداب القرآن اور فضائل رمضان کے زیر عنوان بھی فکرانگیز کتب مرتب کیں جو دینی و علمی حلقے میں خاصی مقبول اور فکر افروز ہیں نیز آپ کے علمی اور تحقیقی مضامین مختلف مؤقر اخبارات ورسائل کی زینت ہوتے تھے جنہیں کتابی صورت میں شائع کرنے کی ضرورت ہے۔

جشن صد سالہ دیوبند میں خطابت کے جوہر

قیام دارالعلوم دیوبند کے سو سال گزرنے پر عظیم الشان جشن صد سالہ جوش وخروش کے ساتھ منایا گیا تھا، اس میں پاکستان کے نامور علماء اور دینی جماعتوں کے رہنماؤں اور کارکنوں کی بڑی تعداد نے شرکت کی تھی۔ اس تاریخی موقع پر مولانا محمد اجمل خاں نے جس عمدہ پیرائے اور مؤثر انداز میں خطیبانہ سحر آفرینی کے جوہر دکھائے۔ تاریخ دیوبند کے صفحات ان کے تذکرے سے ہمیشہ درخشاں رہیں گے۔

مولانا محمد اجمل خاں ایک معتدل مزاج، حق گو اور جرأت و بے باکی کا پیکر تھے، وہ حکمرانوں کو للکارتے تو ایوانہائے اقتدار میں ہلچل مچ جاتی، وہ گفتار ہی کے نہیں کردار کے بھی غازی تھے۔ وہ شکل وصورت میں جتنے حسین وجمیل تھے ان کا باطن کہیں زیادہ جمال آفریں تھا، ان کے زہد وتقویٰ کا ہر شخص معترف تھا۔ علماء کرام کے وسیع تر حلقے میں اسی لئے انکی ذات محبوب اور محترم تھی، جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی رہنما حافظ القرآن وشیخ الحدیث مولانا محمد

عبداللہ درخواستی، مولانا مفتی محمود اور مولانا غلام غوث ہزاروی کی وفات کے بعد جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی امیر و سرپرست کی حیثیت سے ان کا انتخاب بہت بڑا اعزاز تھا۔ ان کی امارت کے دوران سیکرٹری جنرل مولانا فضل الرحمٰن تھے۔ مولانا محمد اجمل خاں نے زندگی کی بہاریں دیکھنے کے بعد مورخہ ۲۱ مئی ۲۰۰۲ء کو داعی اجل کو لبیک کہا۔ انکی دینی و علمی اور ادبی خدمات ہماری تاریخ ملت کا سرمایہ صد افتخار ہیں۔

مولانا محمد اجمل خاں بایں معنیٰ خوش نصیب تھے کہ انہوں نے اپنے بعد "ولد صالح" اور خلف الرشید نہایت سلیقہ شعار، عالم فاضل اور پدری صفات سے متصف ایک ایسے فرزند ارجمند مولانا محمد امجد خان کو اپنی جانشینی سے سرفراز کیا ہے۔ جس نے جامع مسجد رحمانیہ عبدالکریم روڈ کی خطابت و امامت سے لے کر دینی اور علمی حلقے میں مولانا اجمل خاں کے احترام اور انکی عظمت میں اضافے کی مساعی حسنہ بروئے کار لائی ہیں اور مولانا کی دینی، علمی، ملی اور سیاسی وراثت کی حفاظت کے سلسلے میں ایسی خدمات انجام دی ہیں جو دوسروں کیلئے مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ مولانا محمد اجمل خاں نے اولاد صالح کے علاوہ جامع مسجد رحمانیہ ایک معیاری درسگاہ اور عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق جدید تعلیمی ادارہ بھی "صدقہ جاریہ" کے طور پر چھوڑا ہے جو نسل نو کی فکری رہنمائی کیلئے سرگرم عمل ہے۔

مولانا محمد اجمل خاں نے اسلام کے صحیح عقائد و نظریات کی تعلیم و تبلیغ اور ناموس رسالتؐ و صحابہ کرامؓ کے تحفظ کی خاطر جو خدمات انجام دی ہیں ان سے تاریخ ملت کے صفحات جگمگاتے رہیں گے۔

ہم نے روداد وفا خوں سے مرتب کی ہے
داستاں پھر یہ کبھی سن نہ سکو گے یارو!

حضرت مولانا قاضی عزیز الرحمٰن نقشبندی کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مجلس شوریٰ کے رکن حضرت مولانا قاضی عزیز الرحمٰن صاحب مہتمم جامعہ قادریہ رحیم یار خان کے چھوٹے بھائی قاضی حبیب الرحمٰن عثمانی سابق خطیب اعلیٰ پنجاب رجمنٹ سنٹر مردان 24 جون 2004ء کو حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال کر گئے۔ موصوف حضرت خواجہ محمد اسماعیل خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ موسیٰ زئی شریف کے خلیفہ مجاز تھے۔ حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ سے دورہ تفسیر پڑھا۔ آپ کی نماز جنازہ میں علاقہ بھر سے علماء، مشائخ کے علاوہ سینکڑوں لوگوں نے شرکت کی۔ حضرت صاحبزادہ محمد سعد سراجی پیر آف موسیٰ زئی شریف نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جماعتی احباب سے درخواست ہے کہ وہ ایصال ثواب اور دعائے مغفرت ضرور کریں۔

تبصرہ کتب

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے!!! **ادارہ**

اقبالیات شورش: ترتیب: مولانا مشتاق احمد صاحب: صفحات: 384: قیمت: 160 روپے: ناشر: احرار فاؤنڈیشن 69/C حسین سٹریٹ وحدت روڈ نیو مسلم ٹاؤن لاہور۔

مجاہد فی سبیل اللہ بزرگ عالم دین حضرت مولانا مشتاق احمد چنیوٹی نے ہفت روزہ چٹان لاہور کی فائلوں سے ہزاروں صفحات کی ورق گردانی کے بعد بڑی عرق ریزی سے مجاہد ختم نبوت آغا شورش کاشمیریؒ کے قلم حقیقت رقم سے ''علامہ اقبالؒ'' کے حوالہ سے جو کچھ شائع ہوا اسے ''اقبالیات شورش'' کے نام سے اس کتاب میں جمع کر دیا ہے۔ علامہ اقبالؒ کے نام پر لوگوں نے کیا کچھ اپنے ارمان پورے کئے۔ وہ تاریخ کا حصہ ہیں۔ لیکن دیانتداری کی بات ہے کہ شورش کاشمیری مرحوم کے بغیر علامہ اقبالؒ کو سمجھنا ناانصافی ہے۔ مجلس احرار اسلام نے احرار فاؤنڈیشن قائم کر کے کتب کی اشاعت کا بیڑہ اٹھایا ہے۔ یہ کتاب بھی اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ طباعت کے تمام مراحل میں اعلیٰ ذوق کا سامان ہے۔

خطبات شورش: تدوین: شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی: صفحات: 336: قیمت: 200 روپے: ملنے کا پتہ: مکتبہ احرار 69/C حسین سٹریٹ وحدت روڈ نیو مسلم ٹاؤن لاہور۔

احرار خطباء امت کا برصغیر میں جم غفیر تھا۔ آغا شورش کاشمیریؒ اس سنہری مالا کے آب دار موتی تھے۔ زیر نظر کتاب میں آغا مرحوم کی بارہ تقریروں کو جمع کیا گیا ہے۔ شورش کاشمیریؒ کی خطابت کے حوالہ سے ابتدائی چالیس صفحات پر مختصر حضرات کے جذبات واحساسات کو جمع کر دیا گیا ہے۔ شورش کاشمیری مرحوم کا خطاب طوفان نوح علیہ السلام ہوتا تھا۔ بالخصوص آپ کے وہ خطاب جو انگریز یا انگریز کے لے پالک بچہ قادیانیت کے خلاف ہوتے تھے۔ اس میں شورش کاشمیریؒ خطابت کی معراج پر ہوتے تھے۔ تحریک ختم نبوت 1974ء کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام سالانہ ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ کے آخری اجلاس میں آغا صاحبؒ کا اس کانفرنس کا آخری لاجواب خطاب اس کتاب میں درج ہے۔ پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ خطابت کسے کہتے ہیں۔ کتاب خوبصورت اور دیدہ زیب شائع کی گئی ہے۔

اقبال اور قادیانیت: مرتب: پروفیسر خالد شبیر احمد: صفحات: 203: ناشر: مکتبہ احرار 69/C حسین سٹریٹ وحدت روڈ نیو مسلم ٹاؤن لاہور۔

پروفیسر خالد شبیر احمد صاحب کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ پڑھنا پڑھانا' لکھنا اور بولنا ان کا اوڑھنا بچھونا

ہے۔ تاریخ احرار اور تحریک ختم نبوت ان کے پسندیدہ مضامین ہیں۔ زیر نظر کتاب میں علامہ اقبالؒ کے فتنہ قادیانیت سے متعلق رشحات قلم کو سلیقہ وقرینہ کے ساتھ جمع کر دیا ہے۔ حال اور ماضی قریب میں قادیانی اوباشوں نے علامہ اقبالؒ سے متعلق جو زہر پھیلایا یہ کتاب اس کا تریاق ہے۔ آخر میں حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ کی فتنہ قادیانیت سے متعلق خط وکتابت کو بھی اس کتاب میں سمو دیا ہے۔ جس سے کتاب کی افادیت دوچند ہوگئی ہے۔

خواجہ عبدالرحیم عاجز مرحوم (احوال وکلام): مولف: ڈاکٹر شاہد کشمیری: صفحات: 344:

ناشر: مکتبہ احرار 69/C حسین سٹریٹ وحدت روڈ نیو مسلم ٹاؤن لاہور۔

خواجہ عبدالرحیم عاجز مرحوم مجلس احرار اسلام کے جانباز مجاہد اور نامور شاعر تھے۔ اللہ تعالیٰ بہت ہی جزائے خیر دے ڈاکٹر شاہد کشمیری کو کہ انہوں نے 128 پنجابی اور اردو کی نظموں کو اس کتاب میں جمع کر دیا ہے۔ جو بلاشبہ بہت بڑا کارنامہ ہے۔ خواجہ عبدالرحیم عاجز کی شاعری کے حوالہ سے کیا اتنی بات کافی نہیں کہ مرزا غلام نبی جانباز اور سائیں محمد حیات پسروری ایسے نامور شعراء آپ کے شاگرد تھے۔ تحریک آزادی وتحریک ختم نبوت کو سمجھنے کے لئے اس کتاب کا شائع ہونا قدرت کا عطیہ ہے۔ اے کاش! کوئی اللہ کا بندہ سائیں محمد حیات پسروری کے کلام کو بھی جمع کر کے اس سلسلۃ الذہب کو مکمل کر دے۔ وما ذالك علی اللّٰہ بعزیز! اسلاف سے رشتہ جڑا رکھنا امت محمدیہ ﷺ کے لئے ضروری ہے جو اس کتاب کے مطالعہ کے بغیر شاید ادھورا رہے گا۔

خواتین کے لئے تربیتی بیانات: افادات: مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی: صفحات: 368:

قیمت: درج نہیں: ناشر: دارالمطالعہ بالمقابل جامع مسجد اللہ والی حاصل پور شہر ضلع بہاول پور

ہمارے مخدوم حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی کو اللہ تعالیٰ نے بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ قدرت نے ان کو مقبولیت عامہ سے نوازا ہے۔ برصغیر سے امریکہ وافریقہ تک آپ کے ایمان افروز بیانات نے ایک دھاک بٹھادی ہے۔ زیر نظر کتاب آپ کے ساؤتھ افریقہ میں خواتین کے اجتماعات سے بیانات کا حسین گلدستہ ہے۔ دارالمطالعہ حاصل پور نے اسے دیدہ زیب شائع کر کے مبارک کارنامہ سرانجام دیا ہے۔

شوق فقیر: از افادات: حضرت مولانا سید عبدالوہاب شاہ بخاری: صفحات: 143: قیمت: درج نہیں:

ناشر: دارالمطالعہ بالمقابل جامع مسجد اللہ والی حاصل پور شہر ضلع بہاول پور۔

حضرت مولانا سید عبدالوہاب شاہ بخاری ایک درویش منش عالم دین ہیں۔ انکساری وتواضع کی چلتی پھرتی تصویر ہیں۔ صحیح معنوں میں مبلغ اسلام ہیں۔ گفتگو سادہ مگر سلیقہ وقرینہ کی کرتے ہیں۔ ان کی بات دل سے نکل کر دلوں پر اثر کرتی ہے۔ زیر نظر کتاب میں آپ کے ملفوظات کو جمع کر کے بکھرے موتیوں کی حسین وجمیل مالا تیار کر دی گئی ہے۔ دارالمطالعہ اس کاوش پر مبارکباد کا مستحق ہے۔

عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم

ہو رب کی بیکراں رحمت، ہدایت کے ستاروں پر
وہ خوش قسمت ہوئے قرباں جو آقاؐ کے اشاروں پر

وہ پاک اصحاب، جن پر ہر گھڑی رحمت برستی ہے
فلک کی آنکھ اب دیدار کو جن کے ترستی ہے

رقم کرتی ہے تاریخ ان کے روشن کارناموں کو
سلام انسانیت کرتی ہے دیں کے پاسبانوں کو

یہ دھرتی شاہد عادل ہے واللہ ان کے ایماں پر
وفاؤ عشق پر، احسان پر، اخلاق و ایقاں پر

فلک صد آفریں کہتا ہے، حق کے شاہپاروں کو
نبی کے رازداروں کو نبی کے جاں نثاروں کو

عظیم الشان تھے دنیا میں پرچم حق کا لہرایا
بشارت مل گئی جنت کی یوں رحمت کو جوش آیا

تھی ہیبت قیصر و کسریٰ جن کے نام سے طاری
پیام ان کا سنا تو خشک دریا ہو گئے جاری

ملا ان کو خدائے ”لم یزل“ سے تمغۂ رضواں
انہیں انسانیت کی جاں سمجھتا ہے ہر اک انساں

صحابہ کی جماعت ساری دنیا میں نرالی تھی
خدائے پاک کے ہر حکم پر مر مٹنے والی تھی

ملا قرآن و سنت کا خزانہ ان کی برکت سے
بہار آئی نبوت کے چمن میں ان کی حرکت سے

صحابہ کی محبت میں جو قرباں جان کر دیں گے
مریں گے اس طرح کہ موت پر احسان کر دینگے

وہ جن کو ان سے الفت ہے انہیں پر ظل رحمت ہے
صحابہؓ کا جو دشمن ہے خدا کی اس پہ لعنت ہے

تو اصحاب نبیؐ کا بن حسینی دل سے پروانہ
کہیں دیوانہ تجھ کو اہل دنیا یا کہ فرزانہ

مولانا قاری قیام الدین حسینی

فرماگئے یہ ہادی | عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دارالمبلغین کے زیراہتمام | لانبی بعدی

بمقام

مدرسہ ختم نبوۃ مسلم کالونی چناب نگر

زیر سرپرستی

مخدوم المشائخ حضرت اقدس مولانا خواجہ **خان محمد** صاحب دامت برکاتہم

مخدوم العلماء، پیر طریقت حضرت قبلہ شاہ **نفیس الحسینی** دامت برکاتہم

سالانہ

ردِ قادیانیت وعیسائیت کورس

بتاریخ ۷ شعبان تا ۲۷ شعبان بمطابق 23 ستمبر تا 13 اکتوبر 2004ء

کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کیلئے کم از کم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔ شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش، خوراک، نقد وظیفہ، منتخب کتب کا سیٹ دیا جائیگا۔ کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا۔ کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب اور نقد انعام دیا جائے گا۔ داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں۔ جس میں نام، ولدیت، مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو۔ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے۔

درخواستوں کیلئے پتہ: شعبہ نشر واشاعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ حضوری باغ روڈ ملتان

فون چناب نگر: 04524/212611
ملتان: 061/514122

اسلام زندہ باد

ختم نبوۃ زندہ باد

23 24

ستمبر 2004ء

۷ ۸

شعبان ۱۴۲۵ھ

فرما گئے یہ ہادی

لانبی بعدی

بمقام

مسلم کالونی چناب نگر

بروز

جمعرات

جمعۃ المبارک

۲۳ ویں

سالانہ

دو روزہ

عظیم الشان

ختم نبوت کانفرنس

زیر صدارت

مخدوم المشائخ

حضرت مولانا

خواجہ

خان محمد صاحب مدظلہ

امیر مرکزیہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

عنوانات

توحید باری تعالیٰ

سیرت خاتم الانبیاء

مسئلہ ختم نبوۃ

حیات عیسیٰ علیہ السلام

عظمت صحابہؓ و اہل بیتؓ

اتحاد امت

ردِ قادیانیت اور جہاد جیسے اہم موضوعات پر

علماء، مشائخ، قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب

فرمائیں گے اہل اسلام سے شرکت کی درخواست ہے

نوٹ

سالانہ ردقادیانیت وعیسائیت کورس مدرسہ ختم نبوت

مسلم کالونی چناب نگر میں ۷ شعبان تا ۲۷ شعبان منعقد ہوگا۔

ان شاء اللہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

مسلم کالونی چناب نگر

تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ

رابطہ

چناب نگر: 04524-212611

ملتان: 061 - 514122